SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January, 11, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at five thirty of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ
وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾
إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾
فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

"بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس بات پہ قادر نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔"

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January, 11, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at five thirty of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ
وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (٨١)
إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ (٨٢)
فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (٨٣)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔"

OATH-TAKING

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! جناب ممتاز احمد خان حلف اٹھانے کے لئے تشریف لائیں

(جناب چیئرمین نے جناب ممتاز احمد خان سے حلف لیا)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین ۔ رخصت کی درخواستیں ، جناب ذوالفقار علی چشتی صاحب اپنی علالت کی بنا پر ایوان میں ۱۱ ، ۱۲ جنوری کو شرکت نہیں کر سکتے ، اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ صاحبزادہ یعقوب خان کے بارے میں فارن آفس سے اطلاع آئی ہے کہ وہ تہران اور ریاض کے سرکاری دورے پر ہیں اور اس کے بعد انہوں نے ۱۵ جنوری کو کھٹمنڈو پہنچنا ہے اس لئے وہ اس سیشن میں ۹ جنوری سے ۱۸ جنوری تک شرکت نہیں کر سکیں گے ۔

Mr. Chairman: We continue with the business of the day which means further discussion on the law and order situation arising out of the recent unfortunate happenings in Karachi and its consequences.

We have 21 speakers on the list starting with Qazi Hussain Ahmad Sahib.

DISCUSSION ON THE RECENT UNFORTUNATE HAPPENINGS IN KARACHI

قاضی حسین احمد ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین! قرآن کریم جو ہمارے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور تمام حالات میں ہم وہیں سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اس میں اللہ فرماتا ہے ۔ خشکی اور اور تری پر فساد رونما ہو گیا ۔ بہ سبب ان اپنے کاموں کے جو لوگوں نے خود اپنے ہاتھ سے کئے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بعض اعمال کا مزہ چکھا دے ۔ تاکہ وہ باز آجائیں ، واپس لوٹیں ، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے قریہ ، قصبہ اور شہر کی مثال دیتا ہے جو کہ امن اور اطمینان کے ساتھ بستی تھی ، لیکن اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا ، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بھوک اور خوف مسلط کر دیا ، ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کر رہے تھے ۔

جناب چیئرمین! اس ایوان میں اس سے قبل دو دفعہ امن و امان کی صورت حال پر بحث ہو چکی ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ وہ ساری بحث صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں کوئی بھی اقدامات نہیں کئے گئے۔ حالانکہ اس سینٹ اور اس ایوان کا وقار اس وقت بڑھ سکتا ہے۔ اور اس پر اعتماد پیدا ہو سکتا ہے جب کہ اس کے ممبران میں جو بحث یہاں ہو، اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہو اور حکومت کی پالیسیوں پر اس کے اثرات مرتب ہوں اور لوگ دیکھ سکیں، اس کے بعد ہی اس کی کارروائی میں دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے، اور اس کے بعد ہی اس کی کارروائی میں جان پڑ سکتی ہے لیکن جیسے ایک شاعر نے کہا ہے۔

ایک طرز تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

جناب چیئرمین! مجھے اس بات پر خوشی ہے اور میں اس بات پر ایوان کے ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ جس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے وہ انتہائی نازک ہے، حساس ہے اور لوگوں کے جذبات اس کے ساتھ وابستہ ہیں، اس کے باوجود سینٹ کے ممبران نے مہاجر اور پختون کے فرق سے بالاتر ہو کر بات کی ہے اور ایک اچھی مثال قائم کی ہے اور اگر یہی سپرٹ برقرار رہی تو انشاءاللہ ہم اس ملک کے معاملات کو حل بھی کر سکیں گے اور مشکلات دور کرنے کے لئے ٹھنڈے دل سے کوئی راستہ بھی نکال سکیں گے۔

جناب والا! کراچی کے واقعات پر جو صدمے کا اظہار کیا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بہت بڑا شاک پہنچا ہے، سارا ملک اس وقت صدمے میں ہے۔ صدمے کی ایک وجہ یقیناً یہ ہے کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا ہے لیکن جناب چیئرمین! مسلمان، مسلمان کو پہلے بھی قتل کرتا آیا ہے قبائل میں بھی آئے دن لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔ عراق اور ایران کی جنگ بھی جاری ہے لیکن یہاں جو زیادہ صدمے کی بات ہے وہ یہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم لوگ قتل ہو رہے ہیں۔ جو اصل مجرم ہیں، جو لوگوں کو ایندھن بنا رہے ہیں، وہ تو آپس میں میٹنگیں کر رہے ہیں، وہ تو مشورے کر رہے ہیں، جو پختون قومیت کی عصبیت کو ابھارنے والے لوگ ہیں، جو سندھیت کی عصبیت ابھارنے والے لوگ ہیں، جو مہاجر کی عصبیت کو ابھارنے والے لوگ ہیں۔ یہ ریکارڈ پر ہیں اور پریس میں آیا ہے کہ تینوں کے ممبران آپس میں مشورے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں مل کر مشورے کرتے ہیں لیکن

[Qazi Hussain Ahmad]

اپنے مشوروں کے نتیجے میں قوم کو اور اپنے اپنے لوگوں کو اپنے مفادات اور اپنے آقاؤں کے مفادات کا ایندھن بنا رہے ہیں اسی وجہ سے زیادہ صدمے کی بات ہے ، مہاجر بھی تو غریب ہے اور معصوم ہے اس کو نقصان پہنچ رہا ہے پختون بھی غریب اور معصوم ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے وہی اس کا ایندھن اور شکار بنا ہے ۔ جناب چیئرمین ! بنیادی اور اساسی بات یہ ہے کہ اسلام ہی ہماری قومیت کا اساس ہے اور یہ جو بحث ابھی چل پڑی ہے بہت پہلے سے جب تحریک پاکستان چل رہی تھی اس وقت بھی یہ بحث چلی تھی کہ کیا ہم پہلے مسلمان ہیں اور اس کے بعد ہندوستانی ہیں یا پہلے ہندوستانی ہیں اور اس کے بعد مسلمان ہیں ۔ پھر پاکستان بننے کے بعد بھی بار بار یہ بات چھیڑی گئی ہے کہ ہم پہلے مسلمان ہیں اور اس کے بعد پختون ہیں ، یا پنجابی ، سندھی اور مہاجر ہیں ، یا بلوچ ہیں یا پہلے ہم مسلمان ہیں ، یا پہلے ہم پختون ہیں ، یا کوئی اور چیز ہیں اور اس کے بعد مسلمان ہیں اور مجھے یہ دیکھ کر صدمہ ہوا ہے ، کراچی میں ایسے گروہ مہاجروں میں بھی پائے جاتے ہیں جو اب کہتے ہیں ہم پہلے مہاجر ہیں ، حالانکہ ہجرت انہوں نے اسلام کی خاطر کی ہے ، مہاجر کہتے اسی کو ہیں جو اپنے دین کو عزیز سمجھتا ہے اور دین کو بچانے کے لئے وہ ہجرت کرتا ہے ۔ دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف لیکن وہاں بھی ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جنہوں نے مہاجر کو غلط معنے پہنا دیئے ، اور اس کو قومیت بنا دیا ہے ، اور کہتے ہیں کہ پہلے مہاجر ہیں ۔ اسی طرح پختونوں میں تو ایک ایسا گروہ موجود ہے اور ان کے لیڈر کی ایک Favourite بات ہے ، میں پیدائشی اور ہزاروں سال کا پختون ہوں اور اس کے بعد اتنے سال سے پاکستانی ہوں ، اتنے سال سے مسلمان ہوں حالانکہ عقیدہ ہمارا یہ ہے کہ ہر نومولود فطرتاً اللہ پر پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشی مسلمان ہے اور اس کا ماحول اس کو کچھ اور بناتا ہے اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ ہم دین فطرت پر ہیں ، ہم مسلمان ہیں اور اللہ نے بھی ہماری پہچان قرآن میں بتائی ہے ۔ " اللہ نے تمہارا نام پہلے بھی مسلمان رکھا ، پچھلی کتابوں میں بھی اور اس کتاب میں بھی تمہارا نام مسلمان ہے ۔ " یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ میں ظاہر شاہ کے زمانے میں کابل گیا تھا اور میرے تعاقب میں انہوں نے ایک افسر کو لگا رکھا تھا ۔ ایک کتابوں کی دکان میں وہ میرے ساتھ بے تکلف ہو گیا اور مجھے کہنے لگا کہ اسلام اور مذہب ہماری قومیت کی بہت ساری دوسری عوامل میں سے ، فیکٹرز میں سے ایک فیکٹر ہے ۔ میں نے اس کو کہا کہ ہماری قومیت کی اساس اور بنیاد ہی اسلام ہے ۔ میں نے اسے ایک دلیل بھی دی کہ دیکھئے آپ کے ہاں آٹھ سو سال سے کابل میں ہندوؤں کی ایک کمیونٹی رہی ہے چونکہ ان کا آپ سے مذہب الگ ہے اب تک

انہوں نے اپنے مذہب، اپنی زبان، اپنے کلچر اور ہر چیز کو الگ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ جب ان کو اختیار دیا گیا کہ وہ افغان نیشنلٹی اختیار کریں یا ہندوستانی نیشنلٹی اختیار کریں، دونوں نہیں چلا سکتے۔ تو ان میں سے اکثریت نے ہندوستانی نیشنلٹی کو prefer کیا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ ان کا مذہب الگ ہے اس لئے وہ افغان قوم کا حصّہ نہ بن سکے۔ لیکن اس کے مقابلے میں، میں نے اس کو بتایا کہ ہجرت کی تاریخ میں جس کو ابھی ایک نسل بھی نہیں گزری کچھ مسلمان یو پی سی پی اور بہار سے آئے تھے اور وہ افغانستان کی سوسائٹی میں گھل مل گئے ہیں کہ اب ان کے بچوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کسی اور نیشنلٹی، کسی اور قومیّت سے تعلق رکھتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسلمان تھے اور اپنی اسلامیت کی وجہ سے افغان سوسائٹی میں، معاشرے میں وہ جذب ہو گئے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری قومیت اسلام ہے اور ہماری قومیت کی بنیاد بھی اسلام ہے۔ اسلام کے بغیر ہمارا کوئی تشخص برقرار نہیں رہتا۔

جناب والا! یہی مثال میں ان لوگوں کی دوں گا جو دنیا کے مختلف علاقوں سے ہندوستان میں آئے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ مہاجر اور پختون کا جھگڑا ہے میں نہیں سمجھ سکا۔ نوابزادہ لیاقت علی خان مہاجر بھی تھے اور پختون بھی تھے۔ ہمارے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان مہاجر بھی ہیں پختون بھی ہیں۔ پٹھانوں نے مختلف علاقوں سے جا کر ہندوستان میں اپنی زبان چھوڑی لیکن اپنا دین اپنے ساتھ رکھا۔ اپنے دین کو اپنی پہچان بنایا۔ اپنی زبان کو اپنی پہچان نہیں بنایا اور جناب پختونوں کو تو مہاجرین کے ساتھ ایک نسبت روحانی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی کہ وہ مرہٹوں سے ہندوستان کے مسلمانوں کو نجات دلائیں۔ ان کی دعوت پر وہ آئے اور پانی پت میں مرہٹوں کو شکست دی اور اس کے بعد دہلی کے تخت پر اس لئے قابض نہیں ہوئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ دہلی کے تخت کے لئے آیا تھا۔ واپس قندھار چلے گئے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے بھتیجے شاہ اسماعیل شہید کو سید احمد شہید کے ساتھ بھیجا اور قندھار اور تمام علاقے میں اپنے شاگردوں کو خطوط لکھے اور راستے میں ان سے ہر جگہ لوگ مل گئے۔ پشاور میں خود پختونوں نے ہزاروں کی تعداد میں ان کا ساتھ دیا اور درانیوں کو شکست دلوا کر پشاور پر ان کو قبضہ دلوایا۔ بعد میں ایسے حالات پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے غلط طریقے سے اس کو پختونوں پر الزام تراشی کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ ارباب فیض محمد خان جو سید احمد شہیدؒ کا بڑا ساتھی تھا اس بغاوت کے دوران خود ارباب فیض محمد خان کو بھی جو پشاور

[Qazi Hussain Ahmad]

کا سب سے بڑی نمایاں شخصیت کا مالک فرد تھا۔ قتل کر دیا گیا تھا اور ارباب بہرام خان نے تو بالا کوٹ کے میدان میں ہندوستانی مہاجرین کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد بھی یہ ہسٹری ختم نہیں ہوئی اس کے بعد سو سال تک مالکہ کا جو اڈا تھا وہ ہندوستانی مہاجرین کا گڑھ رہا ہے بنگال، یو پی، سی پی اور بہار ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور بونیر کے مالکہ میں جمع ہوتے تھے۔ یہ مجاہدین کا سارے ہندوستان میں مرکز تھا۔ اس کے بعد یہ مرکز مہمند ایجنسی میں منتقل ہوا اور پاکستان بننے کے وقت تک کسی نہ کسی طریقے سے یہ تحریک جاری رہی یہاں تک کہ فقیر ایپی کے ساتھ بھی وہی تعلق مجاہدین کا، مہاجرین کا ہندوستانی مجاہدین کا باقی تھا۔

جناب چیئرمین! انگریزوں کے خلاف جو بہت بڑی جنگ، جنگ امبیلہ لڑی گئی ہے وہ بھی مالکہ کے ہندوستانی مجاہدین اور وہاں کے بونیر سوات اور دیر کے لوگوں نے مل کر لڑی۔

جناب والا! اس کے بعد پھر آپ کو یہ علم ہے، دیوبندی مکتب فکر، بریلوی مکتب فکر یہ تمام جو انکے بڑے بڑے بزرگ ہیں۔ وہ ہندوستانی مہاجر یں ہندوستان کے لوگ تھے۔ ہمارے سارے افغانستان، صوبہ سرحد اور بلوچستان کے لوگ ان کی ہی پیروی کرتے تھے اب بھی ان کی پیروی کرتے ہیں یہ جو مشہور تفسیر شیخ الہندؒ کی ہے اب بھی تفسیر کابلی کے نام سے مشہور ہے جو اس کا فارسی اور پشتو ترجمہ ہے۔ اور افغانستان کی سب سے زیادہ پاپولر تفسیر ہے۔ یہی جماعت اسلامی اور تحریک اسلامی جو افغانستان میں ہے یا پاکستان میں ہے اس کے لیڈر مولانا مودودیؒ ایک مہاجر تھے مہاجرین کے ساتھ ہمیں ایک نسبت روحانی ہے یہ غلط پروپیگنڈہ ہے کہ مہاجرین اور پختون میں کوئی conflict ہے جو کہ resolve نہیں ہو سکتی جو حل نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! مہاجر پختون تصادم کی تاریخ کیا ہے یعنی کراچی میں یہ تصادم کیسے شروع ہوا کن لوگوں نے شروع کیا کن لوگوں کو اس کا فائدہ ہوا۔ جناب چیئرمین! ایوب خان مرحوم کے وقت میں کچھ واقعات رونما ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے وہاں دشمنی اور مخاصمت کی بنیاد پڑ گئی تھی جو پختون اور مہاجر میں اس وقت پائی جاتی ہے اس وقت بھی مارشل لاء کا دور تھا۔ اور مارشل لاء ہی کی ایک contamination یعنی مارشل لاء تو ختم ہو چکا تھا۔ لیکن جو مارشل لاء کے زمانے میں تخم ریزی کی گئی تھی اس کی فصل تھی جو لوگوں نے کاٹی اور اس وقت بھی یہ مارشل لاء کے ساتھ بالکل ملحق ہے اس کا Contamination period ایک عبوری دور جس کو آپ کہہ سکتے ہیں اسی میں انہی خرابیوں کی وجہ سے جو مارشل لاء کے دور میں پیدا ہوئی تھیں یہ تصادم پیدا ہوا۔ جناب چیئرمین! اس سے ایک فائدہ ان لوگوں کو ملا ہے جو نہیں چاہتے کہ عوام مل کر

متفقہ جدوجہد کے ذریعے سے اپنے اصل مسائل حل کریں۔ اپنے اصل مسائل سے ان کی توجہ ہٹانے کے لئے جن کے مفادات اس میں ہیں کہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں۔ اس میں انتظامیہ کے لوگ بھی شامل ہیں اور اس میں وہ سب لوگ شامل ہیں جنہوں نے اس ملک کے حقوق چھینے ہیں۔ وہی لوگ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں اور کراچی میں مہاجر اور پختون جب دونوں آپس میں مل جاتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ایک تحریک رونما ہوتی ہے ہر تحریک میں آپ دیکھیں انہوں نے مل کر کام کیا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک تبدیلی پیدا کی ہے لیکن ان کے اندر ایک ایسی مخاصمت ڈال دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ ہم مل نہ سکیں اور اس کے نتیجے میں کراچی میں سیاسی طور پر ان کی موت واقع ہو جائے۔

دوسرا جو فائدہ ہوا ہے۔ کراچی کے فسادات کا وہ انڈو سوویت لابی کو فائدہ پہنچا ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک ایک نظریاتی ملک نہ رہے۔ روس اور ہندوستان دونوں کو اگر پاکستان سے کوئی شکایت ہے تو وہ یہ ہے کہ یہ ملک ایک نظریاتی ملک ہے۔ اور ہندوستان بھی اور اس کے بڑے بڑے با اثر اور بڑے statesmen نے ہمارے لوگوں کو کہا ہے جو ریکارڈ پر ہے، کہ تم سیکولر ملک بن جاؤ۔ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ تم جب تک اسلام اور نظریاتی ریاست ہونے کا نام لیتے ہو، تم نے ہمارے کروڑوں مسلمانوں کو جو ہندوستان میں ہیں اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے اور ان کی تمام تر توجہ کا مرکز پاکستان ہوتا ہے۔ اس لئے تمہاری اس نظریاتی ریاست ہونے سے ہمیں اختلاف ہے۔ مقصد ان کا یہ ہے کہ جب نظریاتی اساس باقی نہ رہے گی تو اس کے بعد پاکستان کا وجود ہی بے معنی ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ اس کو کھا سکتے ہیں اس کو ہضم کر سکتے ہیں۔ ان کو ہمارے نظریاتی ریاست ہونے پر تکلیف ہے۔ اسی لئے وہ یہاں جھگڑا پیدا کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو وہاں تو ان کا خون بہہ رہا ہے۔ وہاں تو ان کی قومیت کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ وہاں تمہارا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہی کیفیت روس کی ہے جس نے وسطی ایشیا میں مسلمانوں پر اپنی گرفت اور تسلط کو مضبوط کیا ہوا ہے۔ اس کو خوف ہے کہ چاروں طرف جو تحریکیں عالم اسلام میں اٹھ رہی ہیں اس کے نتیجے میں بالآخر وسطی ایشیا کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو گئی اور اسی وجہ سے وہ نہیں چاہتا کہ اسلام کی بنیاد پر اس کے آس پاس اس کی سرحدوں کے قریب کوئی نظریاتی ریاست باقی رہے۔ وہ بھی یہ چاہتا ہے کہ یہاں پر کنفیڈریشن کی بات کو تقویت ملے۔ یہاں پر الگ الگ قومیتوں کی بات کو تقویت ملے۔ یہ ایک نظریاتی قوم کا ملک نہ رہے بلکہ یہ قومیتوں کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم ہو جائے۔ جناب چیئرمین! ان دونوں طاقتوں کی سازشیں یہاں کام کر رہی ہیں۔ ان دونوں طاقتوں کے جو علمبردار اور جو حاشیہ بردار ہیں اس ملک میں بستے ہیں وہ کھلے ہیں کوئی چھپے ہوئے نہیں ہیں اور کھل کر اپنی بات کہتے ہیں۔

[Qazi Hussain Ahmad]

جناب والا! جی ایم سید اپنی ایک کتاب میں جو ہندوستان میں چھپی ہے اور جس کا ذکر بھی یہاں آیا ہے کہتا ہے کہ ہم ایک آزاد سندھو دیش کے لئے جدوجہد نہیں کر رہے۔ آزاد نہیں رہ سکتے۔ ہم پاکستان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے ساتھ کنفیڈریشن بنائیں گے اور کنفیڈریشن کے نتیجے میں تمام سندھی جو ساؤتھ ایسٹ ایشیا میں تجارت کر رہے ہیں۔ جو ملائشیا میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہانگ کانگ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو ہندوستان میں ہیں وہ تمام سندھی ایلیمنٹ اور ہندو اس انتظار میں ہیں کہ اس طرح کی کوئی کنفیڈریشن بن جائے تو وہ واپس سندھ میں آئیں۔ اس کے بعد پھر وہ سندھ میں مہاجرین کو نہیں رہنے دیں گے۔ مہاجرین کے ہاتھ سے وہ تجارت لے لیں گے وہ اسی انتظار میں ہیں کہ اس طرح کا کوئی انتظام ہو کہ جس کے نتیجے میں ان کا پلان کامیاب رہے۔

جناب والا! ایران میں بھی یہ بات آئی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ افغانستان کے مسئلے کا ایکسٹینشن ہے۔ اس پر تو میں بعد میں بات کروں گا لیکن اس کا اشارہ یہی ہے کہ یہ روس کا کارنامہ ہے۔ کیونکہ افغانستان کے مسئلے پر انہی کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے، لڑائی ہے اور انہی کے ساتھ conflict ہے۔ ان کا مقصد بھی یہ ہے کہ یہ اسی طاقت نے کیا ہے جو افغانستان کی وجہ سے ہم سے ناراض ہے۔ دوسرے ہمیں سکھوں کی شورش کا مورد الزام بنا رہے ہیں۔ اس میں انہی دونوں کو فائدہ پہنچا ہے اور ان کے جو یہاں پر حاشیہ بردار ہیں ان کو فائدہ پہنچا ہے۔ جو سیکولرازم کے علمبردار ہیں ان کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جو اسلامی نظریئے کی بنیاد پر ہماری ایک قومیت کے مخالف ہیں انہی کو اس کا فائدہ پہنچا ہے۔

جناب والا! اس جھگڑے کو بڑھانے میں دوسرا اہم کردار ذرائع ابلاغ نے ادا کیا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ بی بی سی کا جو اتنا بڑا اثر ہے ہماری قوم پر جس نے اس وقت بھی اس فساد کو بڑھانے میں ایک رول ادا کیا ہے اور مستقبل میں بھی اس سے یہی خطرہ ہے۔ اس اثر کو ہم کیسے زائل کر سکتے ہیں۔ تمام لوگ بی بی سی کی آواز پر گوش بر آواز رہتے ہیں وہاں سے ان کو جو بھی بات مل جائے اس پر وہ یقین اور اعتماد کرتے ہیں۔ اور اپنے ذرائع ابلاغ پر ان کو اعتماد نہیں ہے کیونکہ اپنے ذرائع ابلاغ پر خبریں شروع ہوتی ہیں تو پانچ منٹ صدر ضیاءالحق صاحب کی خبریں ہوتی ہیں اور تقریر نشر کی جاتی ہے۔ پانچ منٹ وزیراعظم جونیجو صاحب کی تقریر نشر ہوتی ہے اور پانچ منٹ کے لئے وہ ادھر ادھر کی کوئی چیز دے دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اس پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ میں وزارت اطلاعات سے یہ پوچھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں بارہ لاکھ ٹی وی سیٹ ہیں، بارہ لاکھ ٹی وی سیٹوں سے آپ نے لوگوں کو کیا پیغام دیا ہے! کیوں وہ آپ کی بات پر یقین نہیں رکھتے اور اعتماد نہیں رکھتے اور بی بی سی اور وائس آف امریکہ، ماسکو ریڈیو اور ہندوستان کے ریڈیو کو سنتے ہیں

جناب والا! جس دن یہ فساد بھڑک اُٹھا۔ بی بی سی سے اقبال جعفری کی رپورٹ پر ایک رپورٹ نشر ہوئی جس میں شر انگیز طریقے سے کہا گیا کہ فلاں جگہ بچوں کو آگ میں ڈالا گیا اور اس کے بعد پورے کراچی میں یہ آگ اور فساد پھیل گیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ جو ذرائع ابلاغ ہیں جنہوں نے آگ بھڑکانے کی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہماری وزارت اطلاعات نے کیا کیا ہے! جناب والا! پریس کا رویہ بھی قابل داد نہیں تھا۔ ایسے موقعوں پر جلی ہوئی لاشوں کو دکھانے کی بجائے کچھ اچھی مثالیں بھی تھیں جو وہ پیش کر سکتے تھے جس کے نتیجہ میں لوگوں میں دوسری قسم کے جذبات پیدا ہو سکتے تھے۔ میں کرفیو کے دوران کراچی گیا ہوں۔ اور میں نے وہ واقعات سنے ہیں۔ ایسے واقعات موجود ہیں کہ ایک مہاجر نے ایک پٹھان کو آگ میں کود کر نکالا ہے اور لوگوں سے کہا ہے کہ پہلے مجھے قتل کروگے تو اس کے بعد اس کو قتل کروگے۔ ایسے واقعات موجود ہیں کہ افواہ پھیل گئی کہ پٹھان آرہے ہیں اور عورتیں بھاگنے لگیں کسی محفوظ مقام کی طرف اور پٹھان نوجوان آئے ہیں اور انہوں نے ان سے پوچھا ہے کہ بہنو! کہاں جارہی ہو، ہم یہاں موجود ہیں تمہاری حفاظت کے لئے۔ ہماری موجودگی میں کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اس طرح کی اچھی مثالوں کی بجائے اس طرح کی مثالوں کو اچھالنا جس کے نتیجے میں آگ پھیل جائے، یہ کوئی حب الوطنی نہیں ہے اور یہ صحافت کا فریضہ نہیں ہے کہ اپنی قوم کو اس طرح کی آگ میں دھکیلا جائے۔

جناب والا! پریس کے ذریعے یہ بھی مسلسل کوشش کی گئی ہے کہ پختونوں کو منشیات کے ساتھ اسلحہ کے ناجائز کاروبار کے ساتھ سمگلنگ کے ساتھ بریکٹ کر دیا جائے۔ اور یہ انصاف نہیں ہے۔ کوئی بھی پختون، کوئی بھی شریف پختون منشیات کے کاروبار کو اچھا نہیں سمجھتا۔ سمگلنگ کو اچھا نہیں سمجھتا۔ اس کاروبار کے سب مخالف ہیں۔ اس میں ایک پوری کی پوری کمیونٹی کو موردالزام ٹھہرانا اور ان کو اس کے ساتھ بریکٹ کرنا ایک ظلم اور بے انصافی ہے۔ یہ کوئی الزام کی بات نہیں ہے کہ پختون وہاں ٹرانسپورٹ کا کاروبار کر رہے ہیں۔ پختونوں نے وہاں خفت کی زندگی گزاری ہے۔ اگر ان کو تیس روپے یومیہ کی مزدوری اپنے علاقوں دیر اور سوات میں مہیا کرتے تو ان کو کیا پڑی تھی کہ وہ کراچی میں جا کر پچیس تیس روپے روزانہ کی مزدوری کریں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کراچی میں تو صرف پانچ فیصد مالدار ہیں جو کلفٹن میں رہتے ہیں۔ باقی تو سب غریب ہیں۔ ٹھیک ہے باقی سب غریب ہیں۔ پھر پانچ فیصد لوگوں کے پاس اتنی دولت اکٹھی ہو گئی ہے کہ سارے ملک سے غریب غربا وہاں جارہے ہیں اور یہ توقع کرتے ہیں کہ ان کی کوئی گری پڑی چیز ان کو بھی مل جائے گی۔ یہ نظام کس نے یہاں قائم کیا ہے۔ یہ ظلم کا نظام یہ سرمایہ دارانہ نظام، یہ چند لوگوں کے ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کا نظام جس کے نتیجے میں ملک میں معاشی تفاوت پیدا ہوا ہے۔ کچھ پسماندہ اور غریب

[Qazi Hussain Ahmad]

علاقے ہیں۔ صوبہ سرحد میں ہیں پنجاب کے بعض اضلاع ہیں جو پسماندہ اور غریب ہیں جہاں سے لوگ محنت و مزدوری کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ بلوچستان کی یہی کیفیت ہے۔ سندھ کے انٹیریر میں اس طرح کی کیفیت ہے تو اگر یہ ٹھیک طریقے سے منصوبہ بندی کی جاتی تو اس کے نتیجے میں کراچی میں یہ رش نہ ہوتا جس کی لوگ شکایت کرتے ہیں کہ کراچی پر بہت زیادہ پریشر ہے، بہت زیادہ آبادی کا دباؤ ہے، ایک ملک میں اگر کوئی شہر ہوگا اور وہاں روزگار کے مواقع ہوں گے تو مزدور وہاں پر دباؤ پڑے گا، ایک ملک کے اندر آپ ویزا سسٹم رائج نہیں کر سکتے ایک ملک کے اندر آپ پابندیاں نہیں لگا سکتے کہ یہاں کوئی مزدوری کرے گا۔ اور یہاں نہیں کرے گا ورنہ ایک قومیت اور ایک قوم ہونے کی نفی ہوگی، اگر آپ نے آبادی کے پریشر کو کراچی پر کم کرنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ دوسرے علاقوں کے اندر روزگار کے مواقع مہیا کریں اور اگر پختون ٹرانسپورٹ کا کاروبار کر رہے ہیں تو کوئی اور کمیونٹی ایسی ہے جو صنعت کا کاروبار کر رہی ہے، جو تجارت کا کاروبار کر رہی ہے، جو پریس پر حاوی ہے، اس لئے اس کو کوئی بنیاد نہیں بنانا چاہیئے کہ ان کے ہاتھ سے ٹرانسپورٹ لے لی جائے، ٹرانسپورٹ کے اندر، میں کہتا ہوں کہ اصلاحات کی ضرورت ہے، ٹرانسپورٹ کراچی کا پرابلم ہے، کراچی کے اس مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت ہے اس کو اس طریقے سے حل کرنے کی ضرورت ہے کہ اس میں کسی دوسری کمیونٹی کو بھی یہ شکایت پیدا نہ ہو کہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور ان کا روزگار چھینا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ کہا گیا ہے کہ اسلام کی بات بیچ میں نہ لائیں اور اسلام کی بات ایسی نہیں ہے، Socio-Economic Problem ہے۔ جناب چیئرمین! ہم مانتے ہیں کہ اس کی اقتصادی، معاشی اور سماجی وجوہات ہیں، ہم جو بات کہتے ہیں وہ یہی ہے کہ ان معاشی اور سماجی مسائل کا حل ہماری اپنی genius کے مطابق ہو، ہم جس نظام پر ایمان رکھتے ہیں ہم اس کو اس کا مداوا سمجھتے ہیں ہم اسلام کو اپنے سماجی اور معاشی مسائل کا حل سمجھتے ہیں، ہم غربت، بے تعلیمی، رشوت ستانی، جہالت، غلط نظام تعلیم، سرمایہ دارانہ نظام، ہم بے مقصدیت اور مقصد کا فقدان ان تمام مسائل کا حل اسلام میں ڈھونڈتے ہیں اور یہی ہمارے لئے ممکن واحد راستہ ہے اور جو لوگ اسلام سے اس کو الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور مغرب سے لانا چاہتے ہیں، میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا بلکہ میں نہیں کہوں گا، پاکستان کے مفکر نے جس نے پاکستان کی فکر دی، جس کو ہم مفکر پاکستان کہتے ہیں اور جس کی ہم پیروی کرنے کے دعویدار ہیں، کہا ہے کہ

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا زناری برگساں نہ ہوتا

اور جس نے کہا ہے کہ

ہے فلسفہ مرے آب و گِل میں پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
ہیگل کا صدف گہر سے خالی ہے اسکا طلسم سب خیالی

اسی نے یہ کہا ہے کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنی genius کے مطابق، اپنی فکر کے مطابق، اپنے نظام کے مطابق، اپنے عقیدے کے مطابق socio-economic problem کا حل کیا جائے، یہی اس کی وجوہات ہیں غریب لوگوں میں یہ فسادات ہوئے ہیں، غریب لوگوں نے ایک دوسرے کا گلا کاٹا ہے، کلفٹن کے لوگ اور فیڈرل بی ایریا کے لوگ اور ناظم آباد کی بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے لوگ محفوظ رہے ہیں، بہاری ہے یا پختون کچی آبادیوں میں رہنے والے جن کی آبادیوں کو آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ یہ پٹھان کالونی اور فرنٹیئر کالونی اور یہ بہاریوں کی اورنگی یہ بھی کراچی کا حصہ ہیں۔

جناب چیئرمین! غیر جماعتی انتخابات نے بھی ہمیں تحفہ یہ دیا ہے کہ جماعتیں کمزور ہو گئی ہیں، وہ لوگ نہیں رہے جس میں بہاری بھی ہوتا ہے پنجابی بھی ہوتا ہے، مہاجر، پٹھان اور سب لوگ مل کر کے حکومت کے اندر شامل ہوتے ہیں غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں برادریوں میں تقسیم ہو گئی، زبانوں کی بنیاد پر قوم تقسیم ہو گئی کیونکہ جو آدمی الیکشن کے لئے کھڑا ہو گا وہ کسی کو تو اپنا سہارا بنائے گا اور اس کے نتیجے میں لوگوں نے برادریوں کو سہارا بنایا ہے اور تعصبات کو ابھارا ہے۔ جناب والا! نااہل سول حکومت بھی اس کا بہت بڑا سبب ہے اور یہ سول حکومت کی نااہلی بھی غیر جماعتی انتخابات کا نتیجہ ہے۔ غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے سینیٹ اور قومی اسمبلی میں آگئے، ان کا گھیرا ڈال دیا گیا، ایک آدمی کو وزیر اعظم نامزد کر دیا گیا سب کو اکٹھا کر دیا گیا، اس پر ٹھپہ لگا دیا گیا کہ یہ مسلم لیگ ہے، حالانکہ ان کے اندر فکری یکجہتی نہیں ہے ان کے اندر کسی ایک اصول پر اتفاق نہیں ہے۔ اور یہ ایک مصنوعی قسم کی مسلم لیگ ہے جس کا کوئی آدمی کچھ بات کرتا ہے، کسی کا قبلہ کسی طرف ہے اور کسی دوسرے کا کسی اور طرف ہے اس کی وجہ سے اس حکومت میں نااہلیت ہے، پھر سندھ کی حکومت میں تو وزیر اعلیٰ بھی درآمد کیا گیا ہے۔ وہ تو اسمبلی کا رکن بھی نہیں تھا، غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں سرے سے کوئی ایسا شخص منتخب ہی نہیں ہوا تھا کہ جس کو یہ وزیر اعلیٰ مقرر کر سکیں، انہوں نے کسی اور جگہ سے ڈھونڈا اور کسی دوسرے سے اس کے لئے پھر جگہ خالی کروائی۔

[Qazi Hussain Ahmad]

جناب والا! انتظامیہ بھی ان تفصیلات سے متاثر ہوگئی ہے اور میں بہت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہماری انتظامیہ میں جتنے بھی افسران ہیں، مسلمان اور پاکستانی کے طور پر الا ماشاء اللہ کوئی ایک آدھ ہی سوچے گا، سب کی سوچ یہی ہوتی ہے کہ وہ پنجابی ہے مہاجر ہے پختون ہے بلوچ ہے سندھی ہے اور وہ اسی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جن لوگوں کے ہاتھ میں انتظام ہے جن لوگوں کے ہاتھ میں کنٹرول ہے ان پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ کرپشن کا بھی ان پر الزام ہے اور خود حکومت کے وزراء نے کہا ہے پرسوں بھی ایسی بات آئی تھی اور جناب محبوب الحق صاحب کی یہ بات تو ہر خاص و عام کی زبان پر ہے کہ سرکاری افسران ۴۰ ارب روپے سالانہ کی رشوت لیتے ہیں، معلوم نہیں انہوں نے کہا ہے یا نہیں کہا لیکن بہرحال ریکارڈ پر ہے اور سب لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے یہ انتظامیہ کی کرپشن بھی اس کا ایک سبب ہے اور یہ سہراب گوٹھ کا جتنا بھی مسئلہ ہے اور معاملہ ہے اس میں یہ بات سامنے آرہی ہے کہ یہاں سے پیسے ملتے تھے یہ جگہ خالی کرنی مطلوب تھی۔ اس کو پلاٹس میں تبدیل کرنا مطلوب تھا اور اس کے لئے کلین اپ اپریشن کا ایک چکر چلایا گیا اس کا ایک ڈرامہ رچایا گیا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہاں پر پلاٹوں کے لئے خالی کرنے کے لئے زمین درکار تھی اور اس کے لئے یہ سارا اپریشن کیا گیا اس کا ڈرامہ رچایا گیا۔

جناب والا! کراچی کے واقعات کے ساتھ افغان مسئلے کو نتھی کر دیا گیا، افغان مسئلے کا اس میں کیا ہے، میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ افغان مسئلے کا ایکسٹینشن ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روس نے کروایا ہے جبکہ وہی لوگ پھر کہتے ہیں کہ نہیں، یہ بھی مت کہو کہ کسی خارجی قوت نے کروایا ہے۔ اس کے بغیر اس کا کیا تعلق بنتا ہے، یہ روس نے اگر کروایا ہے تو کیا جناب چیئرمین! ہم اپنی تمام پالیسیوں کو اس وجہ سے تبدیل کر دیں جو کہ سوچ سمجھ کر ہم نے طے کی ہوتی ہیں ہمارے مفاد میں ہوتی ہیں اس وجہ سے ہم تبدیل کردائیں کہ کسی اس طاقت نے جو ہمیں اس پالیسی سے ہٹانا چاہتا ہے ہمارے لئے مشکلات پیدا کر دی ہیں تو ہم چھوڑ دیں، افغان عوام نے تو ۸ سال لڑنے کے باوجود شکست نہیں مانی اور ہم اس لئے شکست مانیں کہ ایک جگہ پر واقعات ہوئے ہیں اور ہمارا یہ خیال ہے کہ روس ہمیں تنگ کر رہا ہے اس لئے ہمیں اس پالیسی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس طریقے سے تو ہم جناب hastage بن جائیں گے بڑی طاقتوں کے ہاتھوں میں کسی وقت بھی وہ ہمارے ساتھ کچھ کر سکتے ہیں اور ہمیں اپنی پالیسی سے ہٹا سکتے ہیں، میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! اگرچہ افغان مسئلے کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے لیکن چونکہ اس کو اس کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ افغان مسئلہ اور افغان پالیسی

فرد واحد کی بنائی ہوئی نہیں ہے، یہ ضیاء الحق کی پالیسی نہیں ہے، ضیاء الحق نے اس پالیسی کو نہیں بنایا، اگر یہ، فرد واحد کی بنائی ہوئی بھی ہے تو وہ فرد واحد پھر مسٹر بھٹو ہیں۔ یہ پالیسی مسٹر بھٹو کے زمانے میں بنی ہے اس زمانے میں ربانی یہاں آئے ہیں، ۱۹۷۴ء میں اس زمانے میں گلبدین حکمت یار یہاں آئے ہیں اس زمانے میں مولوی محمد یونس خالص یہاں آئے ہیں، اس زمانے میں ساری لیڈرشپ یہاں موجود تھی پیپلز پارٹی کے دور میں ان کو یہ پناہ ملی ہے، اس زمانے میں بم بلاسٹ ہو رہے تھے، اور وہ بم بلاسٹ وہ لوگ کر رہے تھے۔ جن کو افغانستان نے داؤد کے زمانے میں بھیجا ہوا تھا، اس زمانے میں ان لوگوں کا وہاں داؤد کے ساتھ ایک تنازعہ پیدا ہوا، جس کے نتیجے میں یہ لوگ پاکستان کی طرف ہجرت کر گئے اور یہاں کی حکومت نے ان کو پناہ دی۔ جناب والا! مجھے اس ڈاکومنٹ کو دیکھنے کا بھی موقع ملا ہے جس کے ذریعے سے ہماری یہ پالیسی بنی، کہ افغانستان جو آئے دن ہم کو پختونستان اور دوسرے مسائل پر تنگ کر رہا ہے اس کے مقابلے میں پختونوں کی پاکستان میں زیادہ تعداد ہے ہم اپنے قبائل اور تمام پختون علاقوں میں ایسی پالیسی اختیار کریں کہ ہم وہاں کے پختونوں کو متاثر کریں اور وہاں کے پختونوں اور افغانوں کو اپنے ساتھ ملائیں تو یہ ہمارے لئے زیادہ نتیجہ خیز پالیسی ہو سکتی ہے بجائے اس کے کہ ہم ان کے ساتھ ایک مخاصمت کا رویہ رکھیں۔ اسی فارورڈ پالیسی کے نتیجے میں ان کو یہاں پناہ دی گئی اور اس کے نتیجے میں جناب چیئرمین! اتنے بڑے امکانات پیدا ہوئے ہیں کہ جس قوم کو جس ملک کو ہندوستان اور روس مل کر ہمارے خلاف استعمال کرتا تھا، وہ قوم اور وہ ملک انشاء اللہ آئندہ عنقریب پاکستان اور افغانستان یک جان دو قالب ہوں گے۔ یک جان دو قالب بن جائیں گے اور اس کے نتیجے میں وہ عظیم خواب شرمندہ تعبیر ہوگا کہ وسطی ایشیا کے مسلمانوں میں بھی آزادی کی ایک لہر دوڑ گئی، وہ شروع بھی ہو چکی ہے قازقستان کے جو واقعات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں دوسرے وسطی ایشیا کے علاقوں کے واقعات کی ہمارے پاس آئے دن رپورٹیں پہنچتی ہیں۔ جناب والا! اس میں جو بھی امکانات ہیں، ان امکانات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے، صرف اس لئے کہ ہمیں ایک جگہ پر کچھ تکلیف پہنچی ہے اور اس میں ان کے ایجنٹوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے ہم کیسے اپنی اس پالیسی کو چھوڑ دیں جو سوچ سمجھ کر اختیار کی گئی، جو پیپلز پارٹی کے زمانے میں بنائی گئی، اور سارے مارشل لاء کے دور میں بھی ہم اس پر چلے، اس کے بعد جو یہ موجودہ دور شروع ہوا، پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر اس کی توثیق کی گئی اور آج کل کے حالات میں خاص طور جب روس وہاں سے پھسل گیا ہے اس کے پاؤں وہاں سے پھسل گئے ہیں، اور وہ کہتا ہے کہ میں جانے کے لئے تیار ہوں اور بات شرائط پر ہو رہی ہے کہ وہ کن شرائط پر وہاں سے جائے، اچھی شرائط حاصل کرنے کے لئے جنیوا کے مذاکرات

[Qazi Hussain Ahmad]

میں بہتر شرائط حاصل کرنے کے لئے تاکہ افغان مہاجرین عزت و وقار کے ساتھ اپنے ملک واپس جاسکیں ۔ اسی بات کی ضرورت ہے کہ اس پر یہاں اعتماد کیا جائے جس طرح پہلے بھی ہم نے اپنی حکومت کی اس مسئلے میں خارجہ پالیسیوں کے نتیجے میں جس میں قومی مفادات الزالوہوں، ہمیشہ پارلیمنٹ میں اپوزیشن اور حزب اقتدار مل کر حکومت کے لوگوں کو تقویت پہنچاتی ہے لیکن جناب والا! مجھے یہ بھی شک ہے، کہ حکومت کے اندر تو کوئی تزلزل پیدا نہیں ہوا ، کیونکہ حکومت کی اپنی پارٹی میں سے کچھ لوگ ایسی کمزور باتیں کر رہے ہیں، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حکومت شاید خود اپنی اس پالیسی میں کچھ متذبذب ہوگئی ہے ان میں یہ عزم برقرار نہیں رہا، اور اس عزم کے نہ ہونے کے نتیجے میں وہ کچھ لوگوں کو اشارے کر رہے ہیں، ان کے کہنے اور ان کے اشارے پر اس طرح کی باتیں سینٹ اور دیگر ایوانوں میں اٹھا رہے ہیں۔

جناب والا! افغان مجاہدین اور مہاجرین کی کراچی میں جو پوزیشن تھی پندرہ ہزار افغان مہاجرین صرف ایک معمولی اشارے سے سہراب گوٹھ اور اس پورے علاقے سے اٹھ کر حیدرآباد کی طرف کراچی سے بیس پچیس میل کے فاصلے پر دشت اور بیابان میں چلے گئے، وہاں کوئی facility نہیں تھی وہاں پانی نہیں تھا، وہاں خوراک کا انتظام نہیں تھا، وہاں شیلٹر نہیں تھا وہاں پر کپڑے نہیں تھے، میں ایک صبح وہاں ان کی حالت دیکھنے گیا، تو سرد ہواؤں کی وجہ سے وہاں تمام لوگوں پر shivering تھی اس کے باوجود انہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی، اگر ان میں کوئی کجی، کوئی ٹیڑھ ہوتی، تو کیا پندرہ ہزار لوگوں کو آپ اس آسانی سے منتقل کر سکتے تھے، کیا یہ اتنا آسان تھا، ان میں کوئی کجی نہیں تھی، ان میں کوئی ٹیڑھ نہیں تھی، یہ ازبک نسل کے لوگ تھے جنہوں نے ترکی جانے کے لئے وہاں عارضی طور پر پڑاؤ ڈالا تھا، اور ان پر یہ آفت ٹوٹ پڑی جن کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں، انسانی ہمدردی کی بنا پر ہم نے انہیں پناہ دے رکھی ہے۔

جناب والا! یہ تو ریکارڈ پر ہے اور خود ان کے ذمہ دار لوگوں نے کہا ہے ایک مہاجر سے ایک کلو ہیروئین یا ایک پستول برآمد نہیں ہوا ہے اس کے باوجود ان کو اسلحہ اور منشیات میں ملوث کرنا ظلم ہے، اور ایک ذمہ دار سیاسی شخصیت کی مجلس کی یہ بات مجھ تک پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ scape goat تو کسی کو بنانا ہوگا، باقی لوگوں نے تو یہاں رہنا ہے as a scape goat یہ قربانی کی بھیڑیں ہیں جو وہاں ان کے پاس آئی ہیں، جن کو انہوں نے انسانی ہمدردی کی بنا پر پناہ دی ہے وہ قربانی کی بھیڑیں بن گئی ہیں، جناب والا! اس ظلم سے ہمیں باز رہنا چاہیئے ان کی مزاحمت کے ساتھ یکجہتی پیدا کرکے ہم

پاکستان کو مضبوط بنا سکتے ہیں پاکستان کے تحفظ کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہماری سرحد پر ایک اسلامی اور ایک دوست افغانستان ہو اگر وہاں پر اسلامی اور دوست افغانستان کی بجائے کمیونسٹ افغانستان آئے، تو ہمیں مشکلات سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے ہماری افغان پالیسی امریکی مفادات کے تحت بنتی ہے جناب چیئرمین! اس بات کو میں نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے ہمارے اپنے مستقبل کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے بارڈر پر ایک ایسا ملک ہو، جس کے ساتھ ہمارے برادرانہ تعلقات ہوں، ہم جن خطرات سے اور جس جغرافیائی ماحول میں رہتے ہیں، اس میں ہماری یہ اہم اور بنیادی ضرورت ہے اس وقت جو حل پیش نظر ہے اس میں وہاں جو نیشنل گورنمنٹ کی تجویز ہے اور نیشنل گورنمنٹ کے لئے حکومت پاکستان بھی اتفاق کر رہی ہے اور جن لوگوں کے نام آرہے ہیں جناب چیئرمین! وہ نامی گرامی پروانڈین لوگ ہیں یہ ظاہر شاہ کے زمانے میں اور اس میں جو وزراء تھے، عبدالرحمٰن پژواک، جس نے یو این او میں پاکستان کے خلاف تقریر کی تھی، جنہوں نے اسلامی کانفرنس میں ہمارے خلاف تقریر کی، ڈاکٹر محمد یوسف یہ کسی سے چھپے ہوئے لوگ نہیں ہیں، اگر ان لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہوگی، یہ پروانڈین ہیں، یہ پرو رشین ہیں، اور یہ ہمارے لئے وہی مشکلات ایجاد کریں گے جو ہمارے لئے سابقہ ادوار میں تھیں، گیارہ سال بارہ سال ہم نے ایک تحریک کو اٹھایا ان کی مدد کی، اس میں ہم نے قربانی کی، اس میں ہم نے پوری عالمی سیاست میں ایک نمایاں رول ادا کیا، اور عین موقع پر ہم اپنے ساتھیوں کو abandon کریں، اور ان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں تو یہ انتہائی غیر دانشمندانہ اقدام ہوگا۔

جناب چیئرمین! کراچی میں آگ اس وقت بھی سلگ رہی ہے یہ آگ بجھی نہیں ہے اور کراچی میں uneasy cease-fire ہے۔ اس چیز کی ضرورت ہے کہ وہاں پر دیرپا یک جہتی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اس کے لئے بہت بڑا رول ذرائع ابلاغ ادا کر سکتا ہے، اسلامی اخوت کی بنا پر مہاجر اور پٹھان کے تعصب سے اوپر اٹھ کر وہاں پر ایک زبردست مہم اور compaign چلانے کی ضرورت ہے، غریب علاقوں کے جو مسائل ہیں مثلاً اورنگی کے مسائل، بہاریوں کے مسائل مزدور لوگ ہیں، باہر سے آئے ہیں، پٹھان کالونی فرنٹیئر کالونی یہ غریب لوگ ہیں، کچی آبادیاں ہیں، ان کے مسائل حل کرنے پر توجہ دینی چاہئے، کلفٹن پر

[Qazi Hussain Ahmad]

توجہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فیڈرل ایریا پر ناظم آباد پر بڑی کوٹھیوں کے علاقوں پر ہمارے ہاں المیہ یہ ہے وہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مسائل ہیں، ان کے علاقوں میں آپ چلے جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے مسائل ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب مسائل حل کرنے کے لئے کچھ allocation ہوتی ہیں تو اس کا major share وہی لے جاتے ہیں جو بڑی مچھلی ہے وہی سب کچھ کھا جاتی ہے غریب علاقوں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ priority basis پر پٹھان کالونی، فرنٹیئر کالونی، اورنگی اور غریب علاقوں کے جو مسائل ہیں ان کو حل کر دیا جائے۔ ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو اس طریقے سے حل کر دیا جائے تاکہ کسی بیروزگاری کا مسئلہ پیدا نہ ہو، کسی کو یہ شکایت پیدا نہ ہو کہ چونکہ ٹرانسپورٹ ان کے پاس تھی اس لئے چھینی گئی ہے۔ لیکن ٹرانسپورٹ کی جو خرابیاں ہیں دور کی جائیں اور کمی کو پورا کیا جائے۔ کراچی کا یہ ایک بہت بڑا اور حقیقی مسئلہ ہے۔ ایسی صنعتی اصلاحات کی ضرورت ہے جس میں مزدور اور غریب اطمینان حاصل کر سکیں۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہمیں ایک لمبے عرصے کی منصوبہ بندی پر عمل کرنا چاہیئے نظام تعلیم اگر ہمارا پاکستان بننے کے ساتھ ہی تبدیل کر دیا جاتا تو آج ہم ایک قوم بن جاتے۔ چالیس سال میں ایک نئی نسل کھڑی ہو گئی ہے۔ اس وقت جن کی عمر ۳۹ / ۴۰ سال ہے وہ پاکستان کی پیداوار ہیں۔ ان کی جو بھی خرابی ہے اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ اگر ان کی تعلیم و تربیت میں کوئی خامی رہ گئی ہے تو یہ ہمارے نظام تعلیم کا نقص ہے جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اب وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ چھٹی جماعت سے آگے پھر اسلامیات کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترقی معکوس ہے۔۔۔۔

ملک نسیم احمد آہیر (وزیر تعلیم): جناب قاضی حسین احمد صاحب نے جو بات کہی ہے یہ بات میں نے کہیں نہیں کہی۔ اگر کوئی غیر ذمہ دار اخبار کہیں ایسی بات کر دیتا ہے تو انہیں مجھ سے تصدیق کر لینی چاہیئے تھی۔ میں نے یہ بات قطعاً نہیں کہی ہے۔ میں نے پروفیسر خورشید صاحب سے بھی ذاتی طور پر وضاحت کی ہے اور قومی اسمبلی میں بھی وضاحت کی ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک بہت بڑا الزام ہی نہیں بلکہ بہتان ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قاضی صاحب کچھ مقررین اور بھی ہیں۔۔۔۔

قاضی حسین احمد : میں وزیر تعلیم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جی میں بس ختم کر رہا ہوں۔ پھر یہ ہے کہ یہ جو طبقاتی نظام تعلیم ہے اس کو ختم ہونا چاہیئے۔ بیکن ہاؤسز کا یہاں ایک جال بچھ گیا ہے۔ لوگوں کے اندر یہ ذہن پیدا ہو رہا ہے کہ یہ ایسے سکول ہیں جس میں حاکم تربیت پاتے ہیں وہ ہمارا حکمران طبقہ بنے گا۔ اور کچھ ایسے سکول ہیں جن میں عوام پڑھتے ہیں تو یہ عوام اور حاکم، یہ دو قوموں کی بات کو ختم ہو جانا چاہیئے۔ ایک طرح کا نظام تعلیم ہونا چاہیئے۔ اگر کچھ اچھے سکول قائم کرنے ہیں تو پھر سب بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر اس میں داخلہ ملنا چاہیئے۔ اس میں فیسوں کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیئے۔ اس میں ہسٹری کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیئے کہ بڑے افسر یا بڑے سرمایہ دار جو ہیں وہ خصوصی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کریں بلکہ ایک ہی طرح کا نظام تعلیم ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! اگر ہمارا عدالتی نظام درست ہوتا تو اسلحہ کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ لوگ اسلحہ اس لئے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے ہاں انصاف نہیں ہے اور اگر جلد کسی کو انصاف نہ ملے تو وہ justice delayed is justice denied والی بات ہے۔ لیکن یہاں انصاف ہے ہی نہیں۔ پانچ، پانچ، چھ چھ سال قتل کے مقدمات میں صرف ہو رہے ہیں اسی وجہ سے جناب والا! یہ مطالبہ اٹھتا ہے کہ فلاں کو رہا کیا جائے فلاں کو رہا کیا جائے۔ آپ امتناعی نظربندی میں کیوں تین تین مہینے، چھ چھ مہینے اور سال سال لوگوں کو رکھتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی بغاوت کی ہے اگر انہوں نے کوئی جرم کیا ہے۔ تو ان پر مقدمہ چلا کر جرم ثابت کر کے ان کو سزا دی جائے۔ یہاں سزا کوئی نہیں دیتا، مقدمہ کوئی نہیں چلاتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ جن عدالتوں سے جناب بھٹو مرحوم کو پھانسی دلوا سکتے ہیں ان عدالتوں سے آپ انصاف نہیں دلوا سکتے چہ جائیکہ آپ کسی کو امتناعی نظربندی میں رکھتے ہیں۔ امتناعی نظربندی کا طریقہ اسلام کے خلاف ہے۔ آپ کو ایک ایسا نظام وضع کرنا چاہیئے کہ جس پر آپ کو اعتراض ہے اس پر آپ جلدی مقدمہ چلائیں اور اس کا جرم ثابت کرنے کے بعد اس کو جیل میں بھیجیں۔

جناب والا! clean up انتظامیہ کی ہونی چاہیئے اور یہ جو کہتے ہیں کہ سہراب گوٹھ میں کلین اپ اپریشن ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ گندے ہاتھوں سے کلین اپ آپریشن نہیں ہوگا آپ گندے ہاتھوں سے جو بھی آپریشن کریں گے وہ اور اس کو گندا بنائیں گے۔ آپ نے اگر کلین اپ کرنا ہے تو انتظامیہ کی کلین اپ کریں اور وہ ہاتھ صاف کریں جن کو آپ استعمال کر رہے ہیں۔ گندے ہاتھ میں آپ قانون کا ہتھیار، اختیارات کا ہتھیار دیں گے تو اور زیادہ یہ سوسائٹی کو خراب

[Qazi Hussain Ahmad]

کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ منشیات کے خاتمے میں اور پوست کی کاشت کو ختم کرنے میں بھی انتظامیہ کا تساہل ہے جو اس کے لئے allocations کی گئی تھیں وہ یہ سب کھا گئے غلط استعمال کیا۔ اگر ان علاقوں کے اندر development ہوتی اور ٹھیک طور سے کام چلتا تو آج وہاں پوست کی کاشت ختم ہو چکی ہوتی ۔ جناب والا! طریق زندگی کو تبدیل کرنا بہت ضروری ہے ۔ جو طریق زندگی ہمارے متمول طبقے نے اپنا لیا ہے یہ قوم کی عمومی حالت جو دینی ، سماجی ، اور معاشی ہے اس سے بالکل مختلف قسم کی زندگی ہمارے سرمایہ دار اور ہماری حکومت کے کارندے اور ہمارے افسران گزار رہے ہیں۔ ان کو لوگوں میں گھل مل جانا چاہیئے اور انہی کی طرح انہیں طرز زندگی گزارنی چاہیئے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اتنے بڑے آپریشن اتنے بڑے انقلابی اقدام کی ضرورت کیا ہے مجھے تو نظر نہیں آتا کہ وزیر داخلہ جن کو گرگ باراں دیدہ بھی کہا گیا ، عمر رسیدہ بھی اور ہر طرح کی qualities ان میں موجود ہیں لیکن ان کے پاس کون سے اختیارات ہیں جنکے ذریعے وہ تمام اقدامات کر سکیں ۔ اس کے لئے موجودہ حکومت بھی اہل نہیں ہے لیکن ہمارے پاس اور کوئی alternative نہیں ہے ۔ اس میں مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ مستقبل ان کجکلاہوں کے ہاتھ میں ہے جو اس وقت زیر تربیت ہیں وہی لوگ آئیں گے یہاں ایک قومیت بھی بنائیں گے اور اس پاکستان کا ایک روشن مینار بھی بنائیں گے لیکن ان کے آنے تک جو عبوری دور ہے اس دور میں ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالے اس موجودہ حکومت کو صلاحیت اور توفیق دے کہ یہ کچھ کرے۔ صرف ہم سے یہاں تقریریں اور وعظ کرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ خاص طور سے اس لئے بھی کہ یہاں وعظ سننے والا بھی کوئی نہیں ہے ۔ اگرچہ یہ بات مسجد یا کسی گلی کوچے میں کریں تو پھر بھی کوئی قرآن وحدیث سن لے گا لیکن یہاں ہمیں وہ بھی توقع نہیں ہے ۔ اس لئے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ توفیق دے اور ان کے دلوں میں نرمی پیدا کرے ان کی ماہیت قلبی تبدیل کر دے تاکہ اس ملک کے حالات کو تبدیل کرنے کیلئے یہ واقعی کچھ اقدامات کر سکیں ۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین ۔

جناب چیئرمین : جزاک اللہ ۔ شکریہ ۔ جناب میر نبی بخش زہری صاحب نہیں ہیں ۔ جناب امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ۔

جناب امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا! میں وزیر داخلہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں ڈیبیٹ کا موقع دیا اور کھلے طور پر تمام گفتگو جو ان کے حق میں تھی یا اس کے خلاف تھی وہ سنتے رہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو واقعات کراچی میں ہوئے ہیں ان کے متعلق وہ توجہ دیں گے اور

ان حالات کو درست کرنے کے لئے پوری کوشش کریں گے۔ جناب والا! اتفاق کی بات ہے کہ میں ذاتی طور پر پرانے مسلم لیگیوں کو ساتھ لے کر جن میں لیڈیز بھی شامل تھیں وہاں موقع پر گیا۔ وہاں چار دن گلی گلی اور ہسپتالوں میں سارے مواقع میں نے دیکھے۔ جناب والا! میں صاف بات تو کر نہیں سکتا۔ کیونکہ صاف بات کرنی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اب مشکلات کے قابل نہیں ہوں۔ اس لئے میں اتنا عرض کروں گا کہ اگر یہ کہا جائے کہ وہاں کی انتظامیہ کوئی گناہ نہیں ہے تو یہ میں ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ جناب والا! سہراب گوٹھ اورنگی یہ لوگ آپس میں اتفاق سے رہتے تھے اگر کبھی کسی ٹرک سے، کبھی کسی بس سے یا ویں سے کوئی حادثہ ہو جاتا تھا تو تھوڑی بہت ایک دوسرے سے لڑائی ہو جاتی تھی اسے میں نہیں چھپاتا۔ لیکن یہ قتل عام، یہ گھر جلائے جانے، جناب یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ جو کچھ وہاں ہوا ہے یہ مسلمانوں نے کیا ہے۔ جناب والا! میں نے ایک مسجد بھی جلی ہوئی دیکھی میں نے قرآن شریف جلے ہوئے دیکھے۔ جب میں نے قرآن شریف جلے ہوئے دیکھے، جناب والا میں بوڑھا ہوں آدمی ہوں، میں بڑا گناہ گار ہوں، مجھ سے صبر نہیں ہو سکا میں رونے لگ گیا۔ میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ کوئی مسلمان یہ حرکت کر سکتا ہے۔ یہ حرکت ان لوگوں کی ہے جو پاکستان تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ہندوستان سے جو آدمی آرہے ہیں اور وہاں استعمال ہو رہے ہیں ان میں وہ آدمی ہیں جو خدا کے فضل اور ایمان سے خالی ہیں۔ جب میں سہراب گوٹھ گیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ فساد سے پہلے سہراب گوٹھ پر بلڈوزر چلائے گئے۔ میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، ہو سکتا ہے کہ یہ صحیح ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ سہراب گوٹھ پر پہلے اس لئے بلڈوزر چلایا گیا تاکہ فساد بھی ہو اور چونکہ پہلے ہی وہاں گورنمنٹ ان کی زمینیں الاٹ کر چکی تھی۔ اور وہ خالی کرانا چاہتی تھی اس لئے اس کو فساد کا بہانہ چاہیئے تھا اور اس کو اس زمین کی بھی ضرورت تھی۔ میں یہ نہیں جانتا کہ یہ کہاں تک صحیح ہے لیکن میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ یہ ان لوگوں کے صبر کی انتہا ہے۔ جن کی نظروں کے سامنے، میں وہاں بیچ میں موجود تھا، وہاں بلڈوزر ہو رہا تھا۔ ان کے بچے بیچ میں بیٹھے ہیں وہ بھاگ رہے ہیں چیخ رہے ہیں اور ان کے سامنے ان کے مال و اسباب کو بلڈوزر کر کے زمین کو ہموار کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں زیادہ باتیں نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بے حد مہربانی ہو گی اگر یہ تجویز کیا جائے کہ چار ممبر سینیٹ سے جس میں ہر صوبے کا ایک ایک ممبر ہو اور چار ممبر نیشنل اسمبلی

[Mr. Amir Abdullah Khan Rokari]

سے جن میں ہر ایک صوبے سے ایک ممبر ہو اور سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ان کا چیئرمین ہو، وہ موقع پر جائیں اور تمام واقعات کی انکوائری کریں۔ جناب والا! میں وزیر اعظم صاحب کی تقریر اور نیک نیتی دیکھ کر خوش ہوا ہوں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہاں کوئی قوم نہیں ہے سوائے پاکستانی قوم کے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ میں پہلے مسلمان ہوں اس کے بعد پاکستانی ہوں باقی میں کوئی بھی چیز بننے کے لئے تیار نہیں ہوں نہ میں پٹھان بننے کے لئے تیار ہوں نہ میں پنجابی بننے کے لئے تیار ہوں۔ میں تو صرف پاکستانی ہوں۔ مجھ سے پہلے کتنی تقریریں ہو چکی ہیں، خاص طور پر صدیقی صاحب نے جو تقریر کی، اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی انہوں نے نہایت ایماندارانہ اور صحیح انداز میں تقریر کی۔ ان کو بھی میں مبارکباد دیتا ہوں اسی طرح آج پارٹی میٹنگ میں نواب چھتاری صاحب نے تقریر کی۔ اس کو بھی میں نہایت عزت اور احترام سے دیکھتا ہوں۔ جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا۔ کیونکہ اگر اس معاملے میں پڑیں تو ابھی تک آگ وہاں پورے طور پر نہیں بجھی۔ ابھی تک وہ عناصر موجود ہیں۔ جس دن قومیت کا نعرہ لگایا گیا میرا خیال یہ ہے کہ اسی دن سے اس کی ابتداء ہوئی ہے کہ کراچی میں فسادات ہوں گے۔ اگر میرے جیسا ایک نا اہل آدمی یہ سوچ سکتا ہے تو وہاں کی گورنمنٹ کیا کر رہی تھی۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ چاہے کوئی مجھ سے ناراض ہو جائے کہ گورنر کو وہاں لگایا اس لئے گیا تھا کہ وہاں کراچی میں فسادات ہوں۔ اس نے اپنا کام پورا کیا اس کے بعد اس کا بھی کام پورا ہو گیا وہ بھی واپس آ گیا۔ میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ ایک آدمی کی خاطر سارے پنجاب کو گالی نہ دلائیں۔ خدا کے لئے اس کو وہاں نہ بھیجیں۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا میری یہی گزارشات تھیں۔ اس کے بعد میں اسے ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ جناب نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں خان محمد اسلم خان خٹک کا معتقد بھی ہوں اس لحاظ سے کہ یہ وہ شخص ہے جو پاکستان کا نام تجویز کرنے والی کمیٹی کا صدر تھا۔ میں روز اخبار میں یہ مطالبہ پڑھتا ہوں کہ چوہدری صاحب کی لاش کو پاکستان میں لایا جائے لیکن میں نے کبھی کسی اخبار میں یہ لکھا نہیں دیکھا کہ خان اسلم خان خٹک اس کمیٹی کے صدر تھے جن کے ذہنوں میں پاکستان آیا اور اس پاکستان کے بیج کو بویا گیا لیکن اخبارات میں یہ نام کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ چوہدری رحمت علی کے متعلق تو اخبارات میں آتا رہتا ہے لیکن دو دوسرے طالب علم بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس لحاظ سے میں جناب اسلم خان خٹک کی تعظیم کرتا ہوں۔ میں ان سے پیار کرتا ہوں۔ اس لحاظ سے نہیں کہ وہ منسٹر ہیں، میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن جو حقیقت ہے وہ تاریخ ہے اسے صحیح ہونی چاہیئے۔ ہم گمراہ اس لئے ہو

رہتے ہیں کہ ہماری تاریخ صحیح نہیں لکھی جا رہی ہے۔ ہم تاریخ میں غلو کر رہے ہیں۔ وہ قوم جو سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرتی ہے، جو مجرموں کو پناہ دیتی ہے اور جرائم پیشوں پر پردہ ڈالتی ہے، جو اللہ کے راستے میں کام نہیں کرتی، وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور اسے زندہ رہنا بھی نہیں چاہیئے۔

جناب عالی! آپ مکان بناتے ہیں مکان کچھ اصول مانگتا ہے۔ جب آپ ایک اینٹ کو دوسری اینٹ پر لگانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے مسالے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی مسالے کے بغیر بھی دیوار مضبوط ہوئی ہے! توازن کے بغیر کبھی مکان بن سکتا ہے! سوسائٹی کے بھی کچھ اصول ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم ہمت مت ہارو اور نہ غمگین ہو جاؤ تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ مومن کی صفات پر میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ پاکستان میں اس وقت جو حالات رونما ہو رہے ہیں اس کی تاریخ کو ہم جب تک نہیں دیکھیں گے جب تک ہم اپنے پچھلے حالات کو نہ دیکھیں گے ہم ان لوگوں کو نہیں پکڑ سکتے جو پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے منظم ہیں اور ہم کو لڑانا چاہتے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

میں تو کہتا ہوں کہ صحرائے افریقہ سے لے کر، ہمارا نظام تو وسیع نظام ہے جو کہتا ہے کہ ہر ملک ملک ماست ملک خدا است۔ مسلمان تو ملک کے لئے نہیں لڑتا ہے۔ مسلمان نوکری کے لئے نہیں لڑتا ہے، مسلمان کسی کا گلا اس لئے نہیں کاٹتا کہ اس کی وراثت اسے مل جائے۔ مسلمان تو ایک نظام کے لئے لڑتا ہے ایک مقصد کے لئے لڑتا ہے اور وہ مقصد انسان کی اپنی ذات سے بالاتر ہوتا ہے تب لڑتا ہے اور اسی کو جہاد کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت تھی، مسلمانوں سے حکومت انگریز نے لے لی ۱۸۹۰ء میں انگریز ہماری طرف آیا اور ۱۹۴۷ء میں واپس چلا گیا ہمارے رواج ہمارے جرگے ہمارے قانون میں انہوں نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ ہمیں نہیں پتہ تھا کہ یہ آزادی کس قسم کی ہوگی۔ شاہی جرگے سے جب پوچھا گیا جنہیں ۱۸۰۰ روپے الاؤنس ملتا تھا اسے انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ٹھکرا دیا ہمیں تو کوئی نقصان نہیں تھا، ہمیں تو انگریزوں نے کہا تھا کہ ہم تمہیں علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم نے مخالفت کی اگر ہم اپنے لئے سوچتے تو مخالفت نہ کرتے۔ اسی طرح فرنٹیئر میں ریفرنڈم ہوا۔ پاکستان کے لئے ہر ایک مسلمانوں کے لئے ہوا، ان کی عزت وقار کے لئے ہوا۔ تب پاکستان بنا۔ اب تک وہ لوگ بقید حیات ہیں جو پاکستان کو نہیں چاہتے تھے، اب تک دنیا میں وہ طاقتیں ہیں۔ آپ نے پڑھا ہوگا

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

The Militant Muslim یہ کتاب چھپی ہے ۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۸ء میں۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ مسلمان دوبارہ جاگ رہے ہیں، اسلام کا جاگنا روس کے لئے بھی، مغرب کیلئے بھی، ہندوستان کے لئے بھی ایک خطرے کی گھنٹی ہے۔ انگریزنے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے کئی طریقے نکالے، ایک تو طرز تعلیم ایسا بنایا تاکہ نہ مسلمان، مسلمان رہے نہ ہندو، ہندو رہے بلکہ ایک ایسا آلہ ہو جو وہ استعمال کر سکے، مسلمانوں سے جہاد نکالنے کے لئے قادیانیت کی نشوونما کی، پاکستان جب بنا اس وقت یہ ہی فیصلہ کیا گیا تھا .... Agreed Area ......

جناب چیئرمین: میں ایک اور مصروفیت کی بنا پر ایوان سے باقی وقت میں شرکت نہ کرنے سے قاصر ہوں تو آپ سے معافی چاہوں گا اور جناب سعید قادر صاحب اجلاس کی صدارت کریں گے جو کہ پینل آف چیئرمین میں پہلے نمبر پر ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سعید قادر صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان کی جس وقت تقسیم ہو رہی تھی تو ہندوستان کے ساتھ پاکستان کا جو ایریا تھا وہ ایگریڈ ایریا تھا۔ مشرقی پنجاب، مغربی بنگال اور مشرقی بنگال کا آپس میں تبادلہ، ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یہ نہیں تھا یہاں کی جائیداد ان کو دینا تھی جو ہندوستان سے آئے تھے اور یہاں سے جو ہندو گئے تھے ان کو ان مسلمانوں کی جائیداد دینا تھی جو ہندوستان گئے تھے جو کہ متروکہ جائیداد تھی۔ ایک اور بات تھی اس وقت ملازموں سے پوچھا گیا کہ آپ پاکستان میں ملازمت کریں گے یا ہندوستان میں، مغربی پاکستان سے تمام ہندو چلے گئے، تمام پوسٹیں خالی ہوگئیں۔ ہندوستان سے مسلمان آئے، انہوں نے وہاں پہ پاکستان میں آنے کی آپشن دی۔ میں ان کو مبارکباد بھی دے دیتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کو اس وقت سنبھالا دیا جب ہمارے پاس نہ کلرک تھے، نہ آفیسر تھے، نہ ٹیکنیشن تھے، ہندوستان سے ذہین لوگ بھی آئے ہیں، تعلیم یافتہ لوگ بھی آئے ہیں وہ ایک وقت تک پاکستان میں خدمات سرانجام دیتے رہے، ان کی خدمات میں کیا گوں ساری دنیا کو معلوم ہیں کہ اگر کپڑا بنا رہے تھے تو یہی لوگ تھے اگر برتن بنا رہے تھے تو یہی لوگ تھے اور کوئی بھی ٹیکنیک وہ ہندوستان سے لائے اس سے پاکستان کو سہارا دیا، مگر ہمارے دشمن جو تھے وہ ایسے خاموش نہیں بیٹھے ہوئے تھے پہلے انہوں نے پٹھانستان کا قصہ شروع کیا یہ میرے ساتھ بات ہوئی، انگریز بگین سیکرٹری ۱۹۴۷ء میں قائداعظم کے آنے سے ایکدن پہلے، میں سٹی مجسٹریٹ تھا میں ان کے پاس گیا اور اس کو کہا کہ ایک طرف سے ہم کشمیر میں آدمی بھیجتے ہیں جب وہ لوگ واپس آتے ہیں تو ان کے پاس اسلحہ ہوتا ہے اور پولیس ان

کو پکڑ لیتی ہے ۔ میں ضبط نہیں کرتا کیونکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عجیب مسلمانوں کا ملک ہے کہ ہم ہندو سے اسلحہ لے آتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور ہمارا اسلحہ لے لیا جاتا ہے تو اس انگریز نے مجھے کہا کہ

Well, 19 hours actually still in force. اور باتوں باتوں میں اس نے کہا کہ Why don't you say Pathanistan, the people will follow you.

I said, why should I say Pathanistan, I will have my own provincial autonomy, I will be the rule here.

میں نے کہا

یہ قائداعظم کے آنے سے ایک دن پہلے کی بات ہے۔ اس کے بعد مہاجر کے بھیس میں، ہندوستانی کی شکل میں سندھ کے لئے انہوں نے اپنے Fifth Columnist کو بڑی تعداد میں یہاں بھیجا میں کہتا ہوں کہ سندھی لوگ بڑے پیارے لوگ ہیں۔ ان میں شرم و حیا ہے، وہ مہمان نواز ہیں، آپ ان کے ساتھ بُرا بھی کریں تب بھی وہ خاموش رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کھولے، ان کو سینے سے لگایا اور ظلم کی بات کیا ہوئی کہ ہندو مہاجنوں کے پاس سندھی زمینداروں کی زمین رہن رکھی ہوئی تھی، میرے خیال میں اگر اس کی تحقیق کی جائے کہ وہ قانون کیوں پاس نہیں ہونے دیا گیا، انہی رہن زمینوں کو متروکہ جائیداد بنا کر کے لوگوں میں بانٹنا شروع کر دیا۔ اس کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی کہ اس نے کتنی جائیداد چھوڑی ہے اور صرف دو آدمیوں کی تصدیق پر جائیدادیں منتقل ہو گئیں جس سے رشوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے اگر دیکھا جائے تو یہ تکلیف مشرقی پنجاب کے لوگوں کو ملی ہے، وہ مارے گئے، بہت سارے لوگ آئے اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اب تک جائیدادیں نہیں ملیں، مگر اس ہل چل میں رشوت کے ذریعے سے افسروں کی طرفداری کی وجہ سے لوگوں کو ملیں، جس سے سندھ میں ایک مسئلہ پیدا ہو گیا۔

آپ کو پتہ ہے کہ جس وقت پاکستان وجود میں آیا تو قائداعظم نے فرنٹیئر سے قبائلی علاقے سے چار ڈویژن فوج اٹھالی، اور جب تک انگریز رہے پٹھان لڑتا رہا، ہمارے اپنے ضلع ژوب میں تین انگریز پولیٹیکل ایجنٹ مارے گئے تھے اور وہاں ہر شخص کی خواہش ہوتی تھی کہ میرے ہاتھ سے کوئی نہ کوئی انگریز مارا جائے، فوج کے جانے سے لوگ باہر آنا شروع ہوئے۔ کچھ لوگ فرنٹیئر میں دکانداری میں مشغول ہو گئے، کچھ کراچی تک گئے، جہاں جہاں آبادی ہوتی گئی، جہاں جہاں سکیمیں بنتی گئیں جہاں جہاں کارخانے بنتے گئے۔ مزدور وہاں وہاں جاتے رہے۔ کشمیر کا مسئلہ آیا جتنا علاقہ اس وقت کشمیر کا آپ کے پاس ہے وہ وہی ہے جس کو قبائلیوں نے فتح کیا احمد شاہ ابدالی ہندوستان میں مسلمانوں کی مدد کے لئے آیا، ہم لوگوں نے، پشتون لوگوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی عزت کے لئے پاکستان میں شمولیت کی۔ آپ کے پاس کون سا ایسا زور تھا یا طریقہ تھا جو ہمیں

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

مجبور کرتا ۔ ہم لوگوں نے پاکستان کو تسلیم کیا اس میں شامل ہوئے ، اب یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ لوگ جب پاکستان نہیں تھا اس مسلمان قوم کو نہ ورغلا سکا ، اب جب پاکستان بن گیا وہ کس طرح سے اس میں نفوذ کر رہے ہیں اور کس دلیری کے ساتھ ۔

پاکستان کی بقا صرف ملت اسلامیہ میں ہے ، جب وہ اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سمجھے ، پاکستان کی تباہی کا نسخہ قومیت میں ہے ، آپ قومیت کو ابھاریں ، تعصب پیدا کریں ، حیرت اس بات کی ہے کہ ہم اتنے اندھے کیوں ہیں کہ مہاجر ابھی کوئی دس سال کا ہوگا کوئی بیس سال کا ہوگا کوئی تیس سال کا ہوگا اور اس وقت جو نوجوان لیڈر ان کے پیدا ہو گئے ہیں اس نے مہاجر کو بھی محاذ کا نام دیا کہ ہم ایک نئی قوم ہیں ، یہی سب سے بڑا ایک ثبوت ہے ایک شرارت اور فساد پھیلانے کا دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ اگر سیاسی جماعتیں ہوتیں تو شاید یہ تفرقہ پیدا نہ ہوتا ، تفرقہ تو ہمیشہ تفرقے سے پیدا ہوتا ہے اگر آپ مسلم لیگ میں ہیں اور مسلم لیگ کے مقابلے میں کوئی ہے تو تفرقہ تو پیدا ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا ہر فرد اور اس ایوان کا ہر ممبر ذمہ دار ہے اس بات کا کہ وہ حالات کی پردہ پوشی نہ کرے جو مجرم ہے وہ سب کا مجرم ہے ، اگر آج ہم یہ مان لیں کہ مجرم سب کا مجرم ہے ، تو مجرم نہیں رہے گا ، جرم نہیں رہے گا ۔ اگر ہم میں سے ہر ایک آدمی نے یعنی مہاجر نے مہاجر کی مدد کی ، پٹھان نے پٹھان کی مدد کی بلوچ نے بلوچ کی مدد کی ، پنجابی نے پنجابی کی مدد کی تو پھر یہ ملک نہیں رہ سکتا ، اور کیوں رہے ، ہم رہیں گے تو اسلامی ملت کے تصور کے ساتھ ، اب اسلامی ملت کا تصور رہی ہے جیسے میں نے کہا کہ آپ کے لئے قرآن و سنت موجود ہے اگر اس کی پیروی کرو گے ، تو آپ کے درجے بلند ہوں گے ، اگر آپ اس سے انحراف کرتے رہیں گے تو یقیناً آپ ذلیل و خوار ہوں گے ، جیسے کہ ہم ہو رہے ہیں ۔

ایک بات جو میں نے سُنی کہ کراچی کے فساد کی ایک وجہ معاشی بھی ہے ، یہ معاشی مسئلہ تو ہر جگہ ہے مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ کسی مہاجر کو بھوک لگے تو کسی پٹھان کو مارے یہ شروع کیسے ہوا ہے ، جو کچھ معلوم ہوا ہے ، ایک لڑکی ایکسیڈنٹ میں مر جاتی ہے اسی کو بہانہ بنا کر ۹۰ پٹھانوں کو مارا جاتا ہے اس میں ۲۱ ، ۲۲ تو ہمارے ژوب کے تھے ، وہاں پر لوگوں نے شور کیا ، اور جس طریقے سے ممکن ہوا فساد کو دبا دیا ، کہ بابا فساد نہیں کرنا چاہیئے ، پھر دوسرا واقعہ ہوتا ہے ، جب آپ ان واقعات کو ایک دوسرے سے ملاتے ہیں ، تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر ایک پالیسی چلتی ہے ، کہ ان لوگوں کو یہاں سے نکال دو ، ٹھیک ہے آپ اگر اس کو نکالتے ہیں ، تو اس کے باقی اثرات کا تجزیہ بھی ابھی سے کریں ، میں سمجھتا ہوں کہ کراچی میں پاپولیشن کو کم کر کے اِدھر اُدھر ایسے ایسے

اسٹیٹ بنانے جائیں ۔ جہاں پر ان کی معاش کا بندوبست ہو، کام کرنے کی سہولت ہو، اور وہ اِدھر اُدھر بھی نہ بھاگیں ، میں اس بات کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ پلاننگ پہلے سے خراب تھی ایوب خان کے وقت میں آپ کو ایک رات میں پرمٹ مل جاتا تو اس پرمٹ کی قیمت ۱۰ لاکھ روپے تھی اور وہ یہ لوگ لے لیتے تھے جن کے پاس پیسہ تھا ، اور وہ جاکر کراچی میں لگا دیتے تھے حالانکہ وہ یا تو فرنٹیئر کے لئے ہوتا تھا ، یا بلوچستان کے لئے ہوتا تھا یا پنجاب کے لئے ہوتا تھا ، اس طرح سے ہماری پلاننگ عدم توازن کا شکار ہوئی کہ تمام کے تمام کارخانہ کراچی میں لگتے رہے ، کیونکہ کراچی ایک ایسی جگہ تھی جہاں پر ملازمت اور نوکری مل سکتی تھی ، اور وہ لوگ وہاں پر جمع ہوتے گئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ آج کا نہیں ہے آج حکومت اس کی ذمہ دار تو ضرور ہے ، لیکن مارشل لاء کے ۹ سالہ حکومت نے جس طرح سے ہماری سول حکومت کو بے لگام کر رکھا تھا اور رشوت آشنا کر دیا تھا وہ تو ہر جگہ پر اپنی جیب بھرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ سوچتی ہے اور یہ تو بڑا آسان تھا ، سہراب گوٹھ کو ہموار کیا ، اگر وہاں پر ہیروئین ہوتی تو ہیروئین کو تلاش کرتے ، جہاں ہیروئن والا پکڑا جاتا آپ اس کو گولی مارتے ، لیکن بلڈوز کرنے کا کیا مطلب ہے ، اس کو نکالنے کا کیا مطلب ہے ، تلاشی تو سارے دن میں لی جا سکتی ہے ہر جگہ پر تلاشی ہوتی ہے مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ تلاشی کے ساتھ بلڈوز بھی کر دیں ، بلڈوز اس وقت کیا جاتا ہے جب آپ خالی کرانے جاتے ہیں ، اس طرح آپ لوگوں کو کہاں لے جائیں گے ، آپ نے اس کا پہلے کوئی بندوبست کیا تھا ، ہم آپ کو یہاں سے حیدرآباد یا کسی اور جگہ پر جگہ دیتے ہیں وہاں پر آپ نے پہلے کوئی بجلی کا انتظام کیا تھا ، اگر ایسا ہوتا تو پھر کسی کو اعتراض نہ ہوتا بجائے ہمیں لیپا پوتی کے ہر چیز بے نقاب کر کے اس کا حل ڈھونڈنا چاہیئے ۔ یہ کرنٹ ہر جگہ پر شروع ہو گیا ہے اور قبائلی علاقوں اور ہر جگہ سے یہ آوازیں آرہی ہیں کہ اِدھر پٹھانوں کو نہیں چھوڑنا ، یہاں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ماتیا کے لوگ آئے تھے وہ لوگ مزدور ہیں جو رشیا کے ایجنٹ ہیں ، وہ لوگ ہیں جو ففتھ کالمسٹ ہیں ، وہ لوگ ہیں جو ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں ، کس شکل میں آئے ہیں مُلا کی شکل میں آسکتے ہیں ، مزدور کی شکل میں آسکتے ہیں ٹیکنیشن کی شکل میں آسکتے ہیں ، پروفیسر کی شکل میں آسکتے ہیں ۔

ہم نے ۴۲ میں سکیورٹی ٹریننگ لی ، جس وقت لینن گراڈ میں لڑائی ہو رہی تھی ، کہ کس طرح سے ففتھ کالم کام کرتا ہے ، ایک پروپیگنڈہ سے کیسے متاثر کرتا ہے لوگوں میں بے دلی کیسے پیدا کی جاتی ہے ، تو اس وقت ہم ان باتوں کے شکار ہیں ، مہاجر یہ سمجھتے کہ ہم پٹھانوں کو واپس پہاڑ

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

یں دھکا نہیں دے سکتے ، پٹھان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مہاجروں کو سمندر میں نہیں ڈالیں گے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کا سلیقہ آنا چاہیئے ، اور سلیقہ سیکھانا چاہیئے ، کچھ تعلیم کے ذریعے سے کچھ اخبارات کے ذریعے سے ، کچھ visual aid سے ، کچھ ایسے لوگوں کے جرگوں سے جو وہاں موثر کردار ادا کرسکتے ہیں ، اگر آج پولیس ہٹ جائے تو پھر کیا ہوگا ، ہم کو تو وہ کام کرنا چاہیئے جو آپس میں ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دے ، اگر ہم نے لڑتے ہوئے دلوں کو جوڑ نہیں دیا تو سمجھو کہ ہم میں سے کسی میں اس کام کی اہلیت نہیں ہے ، اور جس میں یہ اہلیت نہ ہو ، اس کو پھر کرسی یا کسی اور مسند پر بیٹھنے کا حق نہیں ہے ، جیسے پیر آف گبٹ نے کہا تھا کہ حیدرآباد میں کیسے گئے تھے ، فلاں جگہ پر کیسے گئے تھے اس کا کیا مطلب ہے ۔ وہاں مہاجروں نے جیسے ایک قومی محاذ بنالیا ، کیوں آپ بنائیں ، اگر پٹھانوں نے بنایا وہ بھی غلط بنایا ، ہم صرف مسلمان ہیں ، ہماری معاشیات کے لئے پاکستان کے وسیع ذرائع ہیں ، یہاں رہنے والوں کو چاہیئے کہ ان ذرائع کو ایک مثبت شکل دیں تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ کرسکے ، کیونکہ گلے کاٹنے سے معاملے حل نہیں ہوتے ۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد سودمند ہے یا نقصان دہ ہے جس نے روس کی تاریخ نہیں پڑھی ہے ، وہ اس بارے میں اندھیرے میں رہ سکتا ہے ، جس شخص نے روس کی کتابوں کو پڑھا ہو ، روس کی تاریخ سے واقف ہو ، کیمونزم کے ایمان سے باخبر ہو ۔ وہ سمجھتا ہے کہ افغانستان کا ہر مجاہد ہماری بنیاد کو مضبوط کرنے کے لئے خون گرا رہا ہے ، اور اگر ہم اس کو یہ الزام دیں تو میں اس کو روس کے ایجنٹ کہے بغیر اور کوئی لقب نہیں دے سکتا ، ہمارا معاشی نظام قرآن میں موجود ہے ، ہمارے پاس عدالتی نظام قرآن میں موجود ہے ، انصاف کا ترازو اسلام کے قانون سے ہوسکتا ہے اگر ہم اس میں delay کرتے ہیں تو یا تو پھر ہم میں وہ ایمان نہیں ہے یا وہ کوشش نہیں ہے ۔ بعض لوگ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں ، کونسی گورنمنٹ کو ، جس گورنمنٹ نے مارشل لاء اٹھایا اور ایمرجنسی اٹھالی ، میں مسلم لیگ میں اس وجہ سے بھی شامل ہوا تھا کہ کہیں ایسی بات پیدا نہ ہو کہ پھر وہی حالت پیدا ہو جائے ، جس میں مارشل لاء دوبارہ آجائے ، مگر ساتھ میں نے لکھا کہ اسلام کے اصولوں پر کسی کے ساتھ دوستی نہیں ہوگی ۔ یہ میرا ماٹو ہے میں اسی کے ساتھ ہوں مگر اس حکومت کا ساتھ اگر ہم نہ دیں ، اور اس کو گرانے کی کوشش کریں ، میں اس حال کے اندر بھی اور جو باہر سیاستدان ہیں ان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ بصیرت سے کام لو وقت گزارو ، اپنے آپ کو منظم کرو ہم مڈٹرم الیکشن یا اس قسم کے ہنگاموں سے جس سے موجودہ حکومت کو ضعف پہنچے باز رہیں ، ہم

سب مل کر اس ملک کو بنائیں۔ مارشل لاء کے ہاتھ مت مضبوط کرو۔ میں اگرچہ مارشل لاء کا ستایا ہوا ہوں، میں سخت مارشل لاء پر تنقید کرتا رہا ہوں اور وہ لوگ مجھ سے سخت ناراض تھے اگر ان کا بس چلتا تو مجھے پیس ڈالتے۔ مگر ان کے ہاتھ کچھ نہ آسکا۔ دوسروں کو نقصان ہوا لیکن یہ میں کسی اور وقت اظہار کروں گا۔ مگر ایک بات حق کی کہنی چاہیئے یہ پہلا مارشل لاء ہے جو شرافت سے اُٹھ گیا ہے گو کہ اس کی ایک رسی کا سرا ابھی تک اس کے پاس ہے مگر ہمیں ڈر نہیں ہے اگر ہم میں اتفاق ہوا۔ مگر ہمارے باہر لوگوں کے ذہن میں ایک بات آئی کہ جس طرح ہو ان سے تعاون کریں تاکہ دوسرا الیکشن ہو Fair حالت میں ہو۔ خدا کرے ہم میں سے کوئی بھی نہ آئے تم لوگ آجاؤ۔ مگر یہ کوئی شرافت انسانیت اور جمہوریت کی خدمت نہیں ہے کہ ہم ہر بات ان کے ذمے ڈالیں۔ لیکن پاکستان کی حکومت کو انگریزوں کا قانونی نظام ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کا ملازم سی ایس پی، پی سی ایس، آپ کی پولیس اسی روش اور ذہن پہ چل رہی ہے جس پر انگریز چل رہا تھا مگر انگریز پھر بھی منصف تھا اب جو وزیر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ٹیکلنگ بھی نہیں آتی کہ ایک کمشنر یا ڈپٹی کمشنر وغیرہ کی کیسے پڑتال کریں اس کو کس طریقے سے پکڑیں۔ وہ تو بے خبر ہیں۔ ان کو تو کوئی علم نہیں ہے کوئی رولز ریگولیشنز نہیں پڑھے۔ قانون نہیں پڑھا۔ ان کو پکڑنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ اس کی خرابی کو ان کے سر کیوں ڈالتے ہیں۔ میں تو اس خیال سے کہتا ہوں کہ اس حکومت نے مارشل لاء اٹھایا اور لبرٹی دی اس کو ہاتھ سے نہ گنوانا۔

کراچی کے متعلق ایک تجویز یہ آئی کہ وہاں پر پوسٹ لگا دیں۔ اور ہر پوسٹ پر لوگوں کو چیک کیا جائے۔ آپ کراچی کو کھلا رکھیں اور اپنے ہاتھوں اور دلوں کو بھی کھلا رکھیں جو آئے اسے گلے سے لگالیں۔ اس کے لئے اگر جنرل اعظم جو دلوں کے لئے مقبول ہے اس جیسا جرگہ بنا دیں اور سارے مل کر بدمعاش اور مجرم طبقے کو پکڑیں۔ اس کا احتساب کریں جس کی وجہ سے آج ہم یہ دن دیکھ رہے ہیں اور ایسے واقعات دیکھے ہیں جو زبان سے ادا نہیں کر سکتے تو میں اپنے سارے بھائیوں سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جھوٹ مت بولو ناحق کسی کا ساتھ مت دو گواہی آجائے تو صحیح گواہی دو۔ مجرم کو مجرم سمجھو، معصوم کو معصوم سمجھو مظلوم کا ساتھ دو، تو پاکستان میں انشاء اللہ تعالیٰ امن بھی ہوگا اور عدالتی نظام اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق کر دو تو پھر یہ تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں اگر فساد کے پہلے دن ہی قصاص لیا جاتا تو پھر دوسری

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

مرتبہ یہ شرارت اور خونریزی نہ ہوتی۔ جب ہم انصاف چھوڑ دیتے ہیں تو پھر بدامنی شروع ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ بے انصافی ہے۔

میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔ دعا تو انسان کرتا ہے مگر دو تین چیزیں ہیں۔ عقل، علم۔ عقل خداداد چیز ہے۔ کسی کے پاس کم اور کسی کے پاس زیادہ ہوتی ہے علم کوشش سے آتا ہے۔ اگر ان دونوں کے ساتھ کردار نہیں ہے تو دونوں بیکار ہیں۔ اس لئے کردار کو بناؤ، کردار اس وقت بن سکتا ہے جب آپ خدا کے سوا کسی سے نہ خوف کھائیں اور نہ ڈریں اور حق کو حق کہیں۔ تو آپ کے کردار بلند ہو جائیں گے اگر آپ کا کردار بلند نہیں ہے تو آپ ہزار دعوے کریں تو آپ کی بات کوئی نہیں سنے گا اور نہ اس کا کوئی اثر ہو گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پریذائیڈنگ افسر: شکریہ، جناب نواب چھتاری صاحب۔

جناب راحت سعید چھتاری: حضور والا! کراچی کے حالات پر جس طرح وہاں کی آبادی اور وہاں کا شہر آگ اور خون کے دریا سے گزرا ہے سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ میں اس دور میں کراچی میں تھا اور ہر گوشے سے پشتو اور اردو میں ایک ہی آواز سنائی دے رہی تھی کہ

دیکھو کھڑے ہیں کیسے یزیدان عصر نو
وہ کون سا مقام ہے جو کربلا نہیں

جو کچھ ہوا ہے وہ آپ تک ان لوگوں نے پہنچا دیا جنہوں نے صرف مشاہدہ ہی نہیں کیا بلکہ طوفان کے طمانچے بھی کھائے ہیں وہ وہاں موجود تھے۔ اور ان کے بارے میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ

اے موج بلا ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

یہ گردن گردن طوفان کے اندر تھے۔ انہوں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور سب کچھ آپ کو سنا دیا ہے۔ مجھے اس بارے میں مزید عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سانحہ ہوا اور ہو گزر گیا جیسا کہ کہتے ہیں کہ

ہرچہ آید بر سر اولاد آدم بگزرد۔

سانحہ تو گزر گیا لیکن اس سانحے کے ساتھ جو سانحہ آیا

ہے وہ ابھی تک نہیں گزرا ہے۔ کم از کم میرے قلب و نظر سے تو نہیں گزر سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ جتنی ہماری سیاسی جماعتیں تھیں انہوں نے اس سے ذاتی فائدہ اٹھانا چاہا۔ ملک کے مفاد کے پیش نظر ان کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ کوشش اس کی کی گئی کہ اپنا اُلو سیدھا کیا جائے اسے بالکل بھول گئے کہ عوام پر، غربا پر کیا اور کس طرح گزری ہے۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

کوئی کہنے والا سکا یہاں بھی جتنی تقریریں ہوئی ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ سندھ کی قیادت کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ہم سندھ کی قیادت کے اوپر پورا اعتماد رکھتے ہیں اور جس طرح ہم مڈٹرم الیکشن کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح mid-stream میں change of horses کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ ہوا اس کا گہرا کاہل احساس ہمارے منتخب نمائندوں کو ہے رہا رے وزیر اعلیٰ کو ہے ہماری سندھ کی حکومت کو ہے اب جبکہ وہاں ایک نیوٹرل گورنر بھی آچکا ہے تو ہم یہ امید کرتے ہیں کہ حالات بہت جلد پلٹا کھائیں گے اور بہت جلد سنبھل جائیں گے۔ ضرورت اس کی ہے کہ اس وقت سندھ کی حکومت کے ہاتھوں کو مضبوط کیا جائے۔ انہیں کمزور نہ ہونے دیا جائے۔ غوث علی شاہ صاحب نے جو کام کیا ہے وہ مارشل لاء کے زمانے میں بھی نہیں ہو سکا تھا مجھے یہ یاد ہے اور اگر کسی کو مطعون کرنا ہے تو مجھے مطعون کیجیئے کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

انہوں نے پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ میں یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کلین اپ آپریشن بند کرانا چاہتے ہیں تو میں مستعفی ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ کلین اپ آپریشن جاری رہے گا اور آپ استعفیٰ نہیں دیں گے۔ لہٰذا آج جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ان سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے تو ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ دوربین نگاہوں سے ملک کے واقعات کا مشاہدہ کیا جائے، لوگ اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمیں گوارا نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ سب کیوں ہوا اور بار بار کراچی میں کیوں ہوتا ہے۔ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ یہ کیوں ہوا اور بار بار یہ سچوئیشن کراچی میں کیوں ہو جاتی ہے۔ اور کہیں کیوں نہیں ہوتی۔ اس کے لئے چند چیزوں کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ پہلی چیز میں یہ عرض کروں گا کہ

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

[Mr. Rahat Saeed Chhattari]

سال تو ہم نے قائداعظم کے ساتھ کھڑے ہو کر بنا لیا لیکن قوم ہم نہیں بنا سکے۔ آج پاکستان میں پاکستانی قوم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ہم فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے اپنے نظریے سے چیزوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہمیں بالکل پرواہ نہیں ہوتی کہ ہمارے بھائی پٹھان یا بلوچی یا سندھی یا پنجابی پر کیا گزرتی ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا الو سیدھا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر یہ سیدھا ہے تو ہماری بلا سے کسی پر کچھ بھی گزر جائے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ ایک جہاد کے طور پر اس ملک کی سالمیت کا کام شروع کیا جائے جو کہ ان چالیس برسوں میں نہیں ہو سکا۔ جب تک انٹی گریشن نہیں ہوگا پاکستانی قوم نہیں ابھرے گی۔ جب تک پاکستانی قوم نہیں ابھرے گی ہم ایک دوسرے کے دکھ درد کو نہیں سمجھ سکیں گے۔ میں دوسری گزارش یہ کروں گا اور میں اس سے پہلے بھی جب سینٹ کا اجلاس سٹیٹ بنک کی عمارت میں ہوا کرتا تھا یہ کہہ چکا ہوں کہ یہاں کے نصاب تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے یہ نصاب ہمیں انگریز نے دیا تھا یہ اس لئے دیا گیا تھا کہ اس کی وجہ سے وہ ہندوستان پر حکومت کر سکے۔ ہم اس کی حکومت کو چلا سکیں۔ لہذا ہم آج بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم حاکم ہیں اور یہ سب محکوم ہیں۔ ان پر حکومت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اس ملک و ملت کے خادم ہیں اور ہمیں خدمت انجام دینی چاہیئے۔ یہ ایک ایسا خلا ہے جس کی وجہ سے انٹی گریشن ہو ہی نہیں سکا بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا گیا کہ مہاجر نے مہاجر کا ساتھ دیا ہے۔ پنجابی نے پنجابی کا ساتھ دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس چیز کو سامنے لانے کی بڑی شدید ضرورت ہے۔

تیسری چیز یہ ہے عالی جاہ! کہ میں اپنی عمر کے پچیس سال باہر کے آزاد ممالک میں گزار چکا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ آزاد ممالک کا تعلیمی سلیبس کیا ہوتا ہے۔ ہمارا تعلیمی سلیبس ویسا نہیں ہے۔ یہ غلام ممالک کا تعلیمی سلیبس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا بچہ تعلیم پانے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے اندر استقامت محسوس کرے، فرسٹریشن پاتا ہے۔ اس لئے کہ اسے تو صرف سرکاری نوکری کی تلاش ہے۔ دوسرے ممالک میں تعلیم پانے کے بعد صرف تھرڈ کلاس برین سرکاری ملازمت میں آتے ہیں۔ باقی ہر بچہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب تک ہم تعلیم کے نظام کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک فل ٹائم ایملائمنٹ ہم نہیں پیدا کر سکیں گے۔ جب تک ہم ایملائمنٹ کے راستے نہیں پیدا کریں گے، لوگوں اور نوجوانوں میں یہ فرسٹریشن باقی رہے گی۔ ان معروضات کے بعد میں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کراچی میں کیا ہوا اور جو کچھ ہوا

وہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے ممالک میں اس طرح کی چیزیں ہوئی ہیں کہ جہاں انٹرسٹڈ پارٹیز نے وہاں کے لوگوں کو خریدا ہے اور اپنے لئے استعمال کیا ہے۔ ہوا یہ ہے اور یہ بات قابل غور ہے کہ ہماری افغان پالیسی کے نتیجے میں روس کو یہ احساس کامل ہو گیا کہ وقت آگیا ہے کہ پاکستان کو ایک سبق سکھایا جائے۔ وہ سبق رشیا ہمیں خود سکھانے کے لئے تیار نہیں ہے اور اس لئے تیار نہیں ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر اس نے کوئی قدم آگے بڑھایا تو امریکہ اس کا جواب دے گا۔ پاکستان کے عشق میں نہیں۔ پاکستان سے کسی کو عشق نہیں ہے۔ خارجہ پالیسی میں morality کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ expediency ہوا کرتی ہے۔ اس کا انٹرسٹ ہے۔ اس وقت پورے براعظم میں اگر کوئی فٹ ہولڈ ہے تو وہ پاکستان ہے جہاں سے وہ اپنی ڈیفنس لائن برقرار رکھ سکتا ہے۔ اگر یہ فٹ ہولڈ اس کے پاس سے جاتا ہے تو پورا ڈیفنس سٹرکچر بریک ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ پاکستان کا ساتھ دینے اور پاکستان کی مدد کرنے پر مجبور ہے اور یہی وجہ ہے کہ ضیاءالحق کشکول لے کر امریکہ کے پاس نہیں گئے تھے۔ امریکہ آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ ہماری پیش کش کو قبول فرمالیجئے۔ اب صورت کچھ یوں بنتی ہے کہ اگر ڈائرکٹ ایکشن رشیا کی طرف سے نہیں ہو سکتا تو یہ ایکشن کابل اور ہندوستان کی طرف سے ہونا چاہیئے اور اس ایکشن کی ضرورت اس لئے ہے کہ بغیر ایکشن کے وہ اپنے ایشیائے کوچک میں اپنی مسلمان سٹیٹ کو نہیں دبا سکتے۔ اسی کی خاطر درحقیقت انہوں نے افغانستان میں بھی ایکشن لیا تھا۔ اسی کا شاخسانہ ہے کہ اب پاکستان میں ایکشن لئے جانے کی ضرورت ہے۔ لیکن ہندوستان کی مجبوریاں ہیں۔ وہ مجبوریاں یہ ہیں کہ اس وقت مشرقی پنجاب میں گڑبڑ ہے۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں گڑبڑ ہے۔ اس وقت میزو میں گڑبڑ ہے۔ اس وقت گورکھوں میں گڑبڑ ہے۔ اور جب یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے تو کوئی ملک جنگ کے لئے نہیں جایا کرتا۔ راجیو گاندھی نوجوان ہیں مشتعل بھی ہو سکتے ہیں انہیں شاید اس کے اندر کوئی بہتر تصویر بھی نظر آسکتی ہے۔ لیکن وہاں کی فوجی قیادت بہت تجربہ کار ہے۔ اور وہ اس وقت جنگ کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن پریشر روس کا یہ تھا کہ ہماری تمہاری فرینڈشپ ٹریٹی کے تحت ہم نے ۷۱ء میں تمہاری مدد کی تھی۔ اس وقت تم ہماری مدد کیسے نہیں کرو گے۔ ہم نے ۷۱ء میں آزادی پانے کے بعد جب اپنی فوج بنائی تھی تو ہمارا تصور یہ تھا کہ اسے صرف ایک محاذ پر لڑنا ہے اور اس محاذ کے لئے ہم نے اسے تیار کیا تھا۔ روس یہ دیکھ چکا ہے کہ ۴۸ء اور ۶۵ء میں جب بھی ہم پر حملہ کیا گیا ہمارا بال بیکا نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ ہماری

[Mr. Rahat Saeed Chhattari]

فوج جس کام کے لئے بنائی گئی تھی وہ اس کام میں پوری اتری۔ اب انہیں اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس لئے کہ ہندوستان براہ راست جنگ میں نہیں آئے گا۔ ہندوستان سے کہا گیا کہ تم پاکستان کے بارڈر پر ایکسر سائز کرو تاکہ پاکستانی فوج دو حصوں میں بٹ جائے۔ کچھ فوج ہندوستان کے لئے بارڈر پر رہے اور کچھ کابل کے محاذ کے لئے اس بارڈر پر رہے۔ تو یہ ایک کی بجائے دو میں تقسیم ہو گئی۔ اب اس کے بعد انہوں نے یہ محسوس کیا کہ جب تک مقامی آبادی کو subvert نہ کر دیا جائے کامیابی شاید اس کے بعد کبھی نہ ہو سکے لہذا انہوں نے اپنے ایجنٹس کے ذریعے ہمارے شہریوں کو تربیت دی ہے۔ یہ ڈاکو نہیں ہیں، یہ تخریب کار نہیں ہیں، یہ دشمن کے ایجنٹ ہیں۔ یہ پاکستان اور پاکستان کی حقیقت سے کھیلنا چاہتے ہیں۔ اس چیز کو پیش نظر رکھنا ہے اور رکھنا چاہیئے۔ تو ہو گا کیا! ہو گا یہ ان کے خیال میں کہ جب کابل کی طرف سے حملہ شروع ہو گا تو یہ اندر سے ایک انتشار اور خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کریں گے اور وہ کیفیت پیدا کرنا ہے کراچی کے شہر میں تاکہ بڑی سے بڑی تعداد میں فوج کراچی کے شہر میں لگ جائے۔

نمبر ۲ یہ کہ کراچی کا براہ راست تعلق ہے بلوچستان کے ساتھ اور بلوچستان کے قریب ہی ہمارا فرنٹیئر کا علاقہ ہے اگر کراچی کے اندر وہ گڑبڑ کرتے ہیں تو تین صوبوں کے اندر وہ تخریب پیدا کرتے ہیں جبکہ وہ کسی ایک صوبے کے اندر گڑبڑ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے، لہذا انہوں نے ٹارگٹ کراچی کو بنایا ہے اور کراچی کے ذریعے کوشش یہ کر رہے ہیں کہ تین صوبوں کے اندر کوئی مصیبت پیدا کر دی جائے، یہ اس کا شاخسانہ ہے، ہمیں اس کے لئے تیار رہنے کی ضرورت ہے، ہماری ضرورت یہ ہے کہ ہم اسے سمجھیں اور آنکھ کھول کر دیکھیں کہ [اٹھو وگرنہ ملک نہیں ہو گا پھر کبھی سوچو زمانہ چال قیامت کی چل گیا] -

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

ایک معزز رکن: ایک نکتے کی میں وضاحت کروں گا لفظ "بلوچی" جو کہا جا رہا ہے یہ لفظ بلوچی نہیں "بلوچ" ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت اچھا، شکریہ۔

جناب راحت سعید چھتاری: معاف کیجیئے گا، میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سید فضل آغا صاحب۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا: جناب میرا خیال ہے کہ کورم نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ذرا کورم کو چیک کریں۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا: جناب چیئرمین! فارسی میں کہتے ہیں کہ

اگر گویم زبان سوزد اگر نہ گویم جان سوزد

اگر کہتے ہیں تو زبان جلتی ہے، نہیں کہتے تو دل و دماغ سب جلتے ہیں کہ ایسی مجبوری ہے کہ کہنا پڑتا ہے اور اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ ہم من حیث القوم پاکستانی ہونے کے اور مسلمان ہونے کے اور انسان ہونے کے جو ہم دعوے دار ہیں، ہمارے سب کے سر شرم سے جھکنے چاہئیں کہ اس پاکستان کو آج سے ۴۰ سال پہلے جس مقصد کے لئے بنایا تھا شاید وہ مقصد ہم پورا نہ کرسکے، شاید ہمارے بیشتر رہنما اس مقصد کو ہمارے ملک کے باسیوں کو سمجھا نہ سکے، اس وقت ہمارے سامنے ایک مقصد تھا، ہندو اور مسلمان کا نظریہ تھا ہم نے ایک ملک تو بنا لیا پاکستان کے نام سے لیکن جب پاکستان بنا اس کے بعد ہم اس کو نہ سمجھ سکے، پاکستان کو سمجھنا بھی کیسے ہے، ہمیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ساری قومیتوں کو ایک مسلمان کی حیثیت سے رہنا بھی ہے، ہمیں پاکستان کا سانحہ ابھی بھولا نہیں ہے، پاکستان بنتے وقت جو لوگ وہاں سے آئے ہیں اور ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، پشتو میں مثال ہے کہ زمین وہی جلتی ہے جس پر آگ جل رہی ہو، جنہوں نے وہ دن دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی عظمتیں لٹائی ہیں جنہوں نے اپنی دولتیں لٹائی ہیں جنہوں نے اپنی جائیدادیں لٹائی ہیں، اس پاکستان کے لئے جنہوں نے قربانیاں دی ہیں وہ ابھی ہم بھولے نہیں تھے کہ مشرقی پاکستان کا سانحہ آیا اور ہم سے ہمارا آدھا جسم جدا ہوا اور وہ مشرقی پاکستان کا جو سانحہ تھا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بننے کے موقع پر ہونے والے حادثات سے زیادہ خطرناک زیادہ ہولناک اور زیادہ شرمناک تھا کہ مشرقی پاکستان میں ہم نے کیا کیا اور ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا ہوا جن کو ہم پاکستانی کہتے ہیں اور جن کو ہم مسلمان کہتے ہیں ان مسلمانوں کا آپس میں کیا رویہ رہا۔ اس کے بعد جناب پچھلے چند ایک سال سے کراچی کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فضل آغا صاحب، معاف کیجئے میرا خیال ہے کورم نہیں ہے۔ کورم کی گھنٹی بجائی جائے۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا: جناب اسی لئے میں نے پہلے درخواست کی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسی لئے میں نے گن لیا ہے تو There is a deficiency of one

آپ ذرا دو منٹ تشریف رکھئے۔

(اسی دوران چند معزز ممبران ہاؤس میں تشریف لے آئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بسم اللہ، شروع کیجئے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب میں عرض کر رہا تھا کہ ابھی ہم مشرقی پاکستان کا سانحہ بھولے نہیں وہ درد ہمارے دل میں ہے اور وہ منظر ہم لوگوں کے سامنے ہے کہ پچھلے چند ایک سال سے کراچی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن کیا ہو رہا ہے۔ یہ موضوع سے ہٹ کر بات ہے کہ کون مہاجر ہے، کون پٹھان ہے، کون سندھی ہے، کون پنجابی ہے، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جو پاکستانی ہے، جو مسلمان ہے، جو انسان ہے اس کے ساتھ ہم بحیثیت مسلمان کے، بحیثیت انسان کے اور بحیثیت پاکستانی کے کیا برتاؤ کر رہے ہیں۔ اس ملک میں کبھی کسی نے اس بات پر بھی سوچا ہے کہ ہم یہ سب کچھ کس بات کے لئے اجاڑ رہے ہیں، کیوں نفرتیں پھیلا رہے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو ایک مسافر خانے کی طرح ہم استعمال کر رہے ہیں، لوٹ کھسوٹ میں ہم لگے ہوئے ہیں، ہاؤس کے اندر کے لوگ ہوں یا ہاؤس کے باہر کے لوگ ہوں، کاروباری طبقہ کے لوگ ہوں کسی بھی طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں آپ لوگ سب تجربہ کار لوگ ہیں، عمر رسیدہ ہیں لیکن تھوڑے سے دنوں میں میں بھی یہ سمجھنے لگا ہوں کہ اس ملک کے وفادار بہت کم لوگ ہمیں نظر آتے ہیں، دعوے دار بہت ہیں۔ جناب! میں ڈپلومیسی نہیں جانتا، لفاظی نہیں جانتا ہوں، جو دل میں بات ہے وہ میں سامنے بات کروں گا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک کے وفادار بہت کم ہیں، کہنے کو تو سب کہتے ہیں لیکن لوٹ مار کے پیچھے لگے ہوئے ہیں! اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے اس ملک کو مسافر خانے کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے، ہوسٹل کے کمرے کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہر آدمی اپنی جیب بھر رہا ہے بے شک کوئی فرنیچر ٹوٹ رہا ہے، بے شک کوئی دروازہ ٹوٹ رہا ہے، بے شک کوئی کرسی ٹوٹ رہی ہے۔ یہ سب یہاں پر ہو رہا ہے۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ ہم ابھی تک اپنی قوم کو یہ سمجھا نہیں سکے کہ جس کی بنا پر آئے دن یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

باقی رہی کراچی کی بات، کراچی میں جو کچھ ہوا ہے اس میں شرم کی بات ہے کہ ہم اس پر بحث کر رہے ہیں لیکن حقائق کو سامنے لانا پڑتا ہے، مجبوری ہے اور اگر آج بھی ہم خاموش رہے، بسا اوقات ہم کسی بات پر بات کرتے ہیں تو وزیر داخلہ صاحب قانون کا سہارا لے کر ہمیں منع کر دیتے ہیں، پچھلے

دنوں لاڑکانہ کے ریلوے سٹیشن پر ایک حادثہ ہوا تھا جس میں بلوچستان کے چار لڑکے مارے گئے تھے اس پر ہم نے بات کی تو وزیر داخلہ صاحب نے قانون کا سہارا لے کر اس کو بھی مسترد کر دیا۔ اس لئے آج ان کی مہربانی ہے از خود یہ موشن لے آئے ہیں کہ اس موضوع پر بحث ہو کیونکہ اگر اس طرف ہم نے توجہ نہیں دی تو یہ معاملہ دن بدن بگڑتا جائے گا اور خدانخواستہ ایک دن آن نہ پہنچے کہ اس پاکستان کو ہم دو یا چار حصوں میں دیکھیں جو میرے خیال میں All will be the losers. اگر کسی صوبے والے، کسی زبان بولنے والے، کوئی شکل رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ gain کر جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پاکستان کو سالم نہیں رکھیں گے تو Everybody will be the loser. لیکن پاکستان کے رکھنے کے لئے یہاں پر جو exploitation ہے، یہاں پر لوگوں کی یہ جو مار دھاڑ ہے، یہ چور بازاریاں جو ہیں یہ ختم ہونی چاہئیں۔ جب تک اس کا تدارک نہیں ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں اس ایوان میں ہماری بحث جو ہے جس طرح آگے ہوتی رہی ہے اسی طرح یہ بحث بھی ہو جائے گی، اگر اس طرح اب بھی سنجیدگی سے توجہ نہ دی گئی تو میں سمجھتا ہوں بے شک ہم حکومتی بنچوں میں سے سہی، بظاہر باہر سب لوگ الزام سرکاری بنچوں پر لگاتے ہیں یا مسلم لیگ پر ڈال رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں جو ہم سے زیادہ اسلام کے دعوے دار ہیں، جو ہم سے زیادہ حکومت کے دعوے دار ہیں، جو ہم سے زیادہ انسانیت کے دعوے دار ہیں، میں کسی پارٹی کا نام نہیں لینا چاہتا، مگر کراچی کے واقعات میں ان کا کیا رول تھا، مسلم لیگ تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ فیل ہو گئی ہے ہم مان لیتے ہیں لیکن کیا وہ جو مر رہے تھے وہ بھی مسلم لیگی تھے، کیا وہ بھی اس پارلیمنٹ کے ممبر تھے، کیا وہ بھی ہمارے ساتھی تھے ان تمام پارٹیوں نے جو اس ہاؤس کے اندر موجود ہیں یا نہیں ہیں جو اس حکومت کے ساتھ ہیں یا الگ ہیں، ان کا کیا کردار رہا ہے کسی کو تنقید برائے تنقید کریٹیسائز کرنا یہ ہمارے ملک میں سیاستدانوں کا ہم سب لوگوں کا ہر جگہ پر شیوہ بنا ہوا ہے۔ جب نکتہ چینی ہم کرتے ہیں تو اس کے لئے کوئی تعمیری قدم بھی اٹھائیں، جب کہ collective cause کے لئے ہم سب خود کو پاکستانی کہتے ہیں بے شک کسی پارٹی یا گورنمنٹ کے ساتھ نہ ہوں۔

پچھلے مہینے دانشوروں کے اجتماعات کا ایک سلسلہ چلا تھا جو حکومتوں میں چلتا رہتا ہے دانشور بلائے گئے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہمارا مقصد کیا ہے، ہمارے سامنے کیا ہے، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پچھلے ۴۰ سال سے اور گزشتہ دس سال سے ہم یہ نہیں سمجھ سکے ہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے، پاکستان میں رہتے

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

کا مقصد کیا ہے، ہمارا ماٹو کیا ہے، پبلک کو ہم نے کیا قانون دینا ہے کیا لائحہ عمل دینا ہے۔ مگر مجھے ترس سے کہنا پڑتا ہے کہ دانشور حضرات نے بھی سوائے اس کے کہ مڈٹرم الیکشن کرائے جائیں کوئی دوسرا مشورہ نہیں دیا، جن میں بہت قابل اور مشہور جانی پہچانی شخصیات موجود تھیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ مڈٹرم الیکشن .... ہماری کوئی بات نہیں ہے ہمارا اور آپ کا معلوم نہیں کہ کسی کا سال رہا ہوگا کسی کا نہیں رہا ہوگا اور ری الیکشن سے ہمارے گھبرانے کی بات نہیں ہے لیکن سوچنا یہ ہوگا کہ کیا ری الیکشن ہمارے ملک کے استحکام کا حل ہے، جب تک ہم کریکٹر کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہوتے جب تک ہمارے اعمال صحیح نہیں ہوتے، جب تک ہماری سوچ مثبت نہیں ہوتی، جب تک اس ملک کو اپنا گھر، اپنی جائیداد، اپنی جان نہیں سمجھتے ہیں، تو چاہے یہ مڈٹرم الیکشن ہوں یا کوئی اور راستے ہو اس سے کوئی حل نہیں ملے گا۔

جناب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں نے اس سے پہلے بھی پریس کے ذریعے عرض کیا تھا کہ سہراب گوٹھ ایک واقعہ ہے، مجھے افسوس ہے کہ اس ہاؤس میں ہر آدمی نے اس پر بات کی تو اپنی انٹرپریٹیشن دی شاید ہی کوئی آدمی without prejudice رہا ہوگا، ہر آدمی کے اپنے کوئی جذبات، کوئی attachment ان کی باتوں کے ساتھ رہی ہوگی میں خود کراچی تو نہیں گیا یہ دعویٰ میں نہیں کر سکتا۔ لیکن اپنے ہاتھوں تیس چالیس جنازے میں نے خود وصول کئے ہیں۔ کراچی میں بھی مہاجر مرے ہیں اور وہ ہمارے بھائی ہیں، میں نے عرض کیا کہ زمین وہی جلتی ہے جس پر آگ جل رہی ہو، کسی کے گھر میں غم ہو وہاں پر جا کر دیکھا جائے وہ کوئی زبان بولتا ہو، وہ بے شک مسلمان ہی نہ ہو، انسان تو ہے لیکن عرض یہ ہے کہ بعض لوگ انتظامیہ کی حمایت میں اور بعض لوگ انتظامیہ کے خلاف بولنا چاہتے ہیں، مجھے نہ انتظامیہ سے ہمدردی ہے نہ ان سے کوئی دشمنی ہے لیکن shoulder cross confrontation ہر موقع پر avoid کرنا چاہیئے۔ یہ سہراب گوٹھ ایک دن میں نہیں بنا۔ میں ۱۹۷۴، ۱۹۷۵ء میں خود وہاں گیا ہوں، میں نے اپنے لئے وہاں سے کپڑا لیا ہے۔ تو یہ کوئی پندرہ سالہ پرانی بستی ہے، پھر اس کے علاوہ نیشنل اسمبلی کے فورم پر ہمارے محترم وزیر داخلہ نے کچھ مشہور سمگلر کا نام لیا تھا میں پوچھ سکتا ہوں کہ سہراب گوٹھ میں ان سمگلرز میں سے کتنے رہتے تھے ان سمگلروں میں سے کوئی سمگلر بھی سہراب گوٹھ میں نہیں رہتا، وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ پختونوں کا اتنا پروپیگنڈہ سارے ملک میں کیوں ہے۔ یہ بدانتظامی ہے، بداخلاقی ہے۔ بری بات ہے پختون ہو

چاہے ہو۔ یا کوئی بھی بات ہو۔ ہم ان کے خلاف ہیں یہ ساری باتیں اسلام کے منافی ہیں، لیکن ایک دم سے سہراب گوٹھ کا نام پلیٹ فارم پر آجانا کہ یہاں پر سب کچھ ہوا پھر دیکھا کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مرا ہوا، ٹی وی پر دکھاتے رہے ہیں تین کلاشنکوفیں، دو چار ریپیٹ جتنیں کے، اور اس کے متعلق بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے کوئی صاحب فرما رہے تھے، کہ کسی کو تو ملزم ٹھہرانا ہے، قاضی صاحب فرما رہے تھے کہ سکیپ گوٹ تو کسی کو بنانا ہے، یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ اتنا بڑا آپریشن ہو جس کی وجہ سے اتنی بڑی آگ بھڑک اٹھی ہے، جس کے سنبھالنے کے لئے نیشنل اسمبلی بھی لگی ہوئی ہے، ہم اور آپ بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہاؤس کے باہر جو پارٹیاں ہیں وہ بھی دعوے دار بن رہی ہیں گویا میں سمجھتا ہوں کہ سب اپنی لیڈری چمکانا چاہتی ہیں، چاہے وہ پراونشل لیول پر ہوں، چاہے وہ نیشنل لیول پر ہوں، چاہے وہ کراچی کے لیول پہ ہوں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ سہراب گوٹھ ایک دن میں ابٹیبلش نہیں ہوا، سہراب گوٹھ ۲۰ سال سے وہاں موجود ہے، سہراب گوٹھ غریبوں کی بستی تھی، وہاں غریب رہتے تھے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا ہوں اور یہ بعید از امکان نہیں ہے کہ وہاں کوئی سمگلر رہتا ہو، میں یہ نہیں کہتا ہوں لیکن کیا ایک مجرم کے لئے پوری پوستین کو آگ لگا دینا عقلمندی کی بات ہے۔ کیا ایک تالاب میں دو چار جو گندی مچھلیاں ہیں ان کے لئے سارے تالاب میں زہر ڈال دینا کیا یہ کوئی عقلمندی کی بات ہے، اگر عقلمندی کی بات ہے تو اس کے رزلٹس آپ کے سامنے ہیں، اب یہ کہنا کہ یہ سب ٹھیک ہو گیا ہے، غلط ہے، میں سمجھتا ہوں کہ سہراب گوٹھ کے باشندوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، دو چار مجرموں کے لئے اتنے لوگوں کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیئے۔ اس زیادتی کا رزلٹ آپ نے دیکھا کہ ہمارے کتنے بھائی جن کو ہم پاکستانی کہتے ہیں، جن کو ہم مسلمان کہتے ہیں اور جن کو ہم انسان کہتے ہیں، کون مرے! میں نہیں مرا ہوں، اس ہاؤس میں کوئی آدمی ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ اس کا کوئی عزیز مرا ہو، کسی کی گاڑی جلی ہو، کسی کا گھر جلا ہو، داؤ پر تو پھر بھی غریب ہی لگتا ہے اور ہم نے ہمیشہ غریبوں کو داؤ پر لگایا ہے۔ وہاں پر چند لکھ پتیوں کو شاید سہراب گوٹھ کی زمین کی ضرورت تھی یا ہو سکتا ہے ان کو پہلے سے وہاں الاٹمنٹ ہوئی ہو۔ اس سائیڈ کو میں نہیں جانتا ہوں، لیکن ساری بات سے یہ ثابت ہوا کہ سہراب گوٹھ کا جو کلین اپ آپریشن تھا اس نے otherwise ساری قوم کو unclean کر دیا ہے، اس کلین اپ آپریشن میں آپ کو ملا کچھ نہیں ہے سوائے زمین کے۔

دوسری طرف یہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ بیوروکریسی نے یہ بات لیک آؤٹ کر دی در نہ

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

وہاں سے تو بہت کچھ نکل آتا۔ اس سہراب گوٹھ کے ایکشن کو جسٹیفائی کرنے کے لئے یہ کیوں گئے پھر آپ نے ایکشن بھی تو بیوروکریسی سے کرایا، آج بھی کنٹرول اسی بیوروکریسی سے کراتے ہیں، آپ کو اور اس ہاؤس کو پتہ ہے کہ گورنر اور پریذیڈنٹ کا لیجسلیشن میں ڈائریکٹ کتنا say ہے لیجسلیشن کی بات کرتے ہیں، ایگزیکٹو اتھارٹی آپ کی چیف منسٹر ہے، ایگریکلچر کے منسٹر کا ان فسادات سے کیا تعلق، کیبنٹ منسٹر کے منسٹر کا ان فسادات سے کیا تعلق، ہیلتھ کے منسٹر کا ان فسادات سے کیا تعلق اگر کسی صوبے میں disturbances ہیں تو اس صوبے کے چیف منسٹر کی یہ ذمہ داری ہے اور چیف منسٹر کی ذمہ داری بنتی بھی ہے، ہمارے معزز، محترم بزرگ وزیر داخلہ صاحب یہاں بیٹھے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں سٹرانگ فیڈریشن چاہیئے، ہم پراونشل آٹانومی نہیں دیتے ہیں، ہم یہ نہیں دیتے ہیں ہم وہ نہیں دیتے ہیں، اس قسم کے کرائسس بلوچستان میں ہوئے، یہی کرائسس سندھ میں ہو رہے جا رہے ہیں، میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ سٹرانگ فیڈریشن ہے تو کس قسم کی سٹرانگ فیڈریشن ہے۔ آپ کہیں تشریف کیوں نہیں لے گئے آپ بہ نفس نفیس کیوں نہیں گئے! یا تو آپ کا کسی چیف منسٹر پر ہولڈ نہیں ہے، یا پھر یہ ہے کہ آپ ایگزیکٹو میں ایڈمنسٹریشن پاور کو تو اسی طریقے سے یوٹیلائز کرتے ہیں۔ ہمیں سب پبلک کے سامنے جوابدہ ہونا پڑتا ہے، لوگ ہمارے گھر آکر ہم سے پوچھتے ہیں لوگ مسجد کے دروازے پر پوچھتے ہیں، ہر جگہ ہم سے پوچھ سکتے ہیں، اس گورنمنٹ کے متعلق سوال کرتے ہیں، اس وقت آپ تو نہیں ہوتے ہیں ہم کو لوگوں کو جواب دینا پڑتا ہے جو گورنمنٹ کے ساتھ ہیں اس سلسلے میں میں آپ کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ کا بظاہر میں نے کوئی رول نہیں دیکھا، بظاہر فیڈرل گورنمنٹ نے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ میں پرسنلٹی کے clash میں نہیں جاتا، میری نہ سندھ کے چیف منسٹر سے کوئی ذاتی عداوت ہے نہ سندھ کے گورنر سے واقفیت ہے، لیکن میں لیجسلیشن کی بات کرتا ہوں کہ جب تک یہ ساری ذمہ داری چیف ایگزیکٹو کو جاتی ہے، اور چیف ایگزیکٹو اس وقت چیف منسٹر ہے تو گورنر کے آنے جانے اور منسٹروں کے آنے جانے سے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فرق پڑیگا۔

علاوہ ازیں عرض یہ ہے کہ یہ آگ ابھی ختم نہیں ہوئی، اس ہاؤس میں بیٹھ کر ہم ایسی خوش فہمیوں میں رہ جائیں کہ "من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو" سے بات نہیں بنے گی، کہتے ہیں کہ یہ معاملہ دب گیا ہے یہ معاملہ دبا نہیں ہے، آپ ایک اتنے بڑے شیشے میں کریک ڈال دیں

شگاف ڈال دیں، انہوں نے دو sets میں اتنا بڑا crack ڈال دیا کہ جب تک ان دونوں sets کے لئے صحیح طریقے سے صحیح لائن پر ورک آؤٹ نہیں ہوگا، ان کے ساتھ کیا ہوا اور ان کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے کتنے لوگ exploit ہوئے ہیں کتنوں کے گھر جل گئے ہیں، کیونکہ کسی کو ہم بھائی تو نہیں دے سکتے ہیں، بیٹا کسی کو نہیں دے سکتے، باپ کسی کو نہیں دے سکتے ہیں، میاں کسی کو نہیں دے سکتے ہیں، لیکن ان کی دلجوئی کے لئے نیشنل اسمبلی اور اس ہاؤس کی ایک کمیٹی ہونی چاہیئے، میں عرض کروں گا کہ وزیر داخلہ صاحب بےشک اس کے چیئرمین ہوں، اور ان کی چیئرمین شپ میں کراچی کے تمام آفت زدہ علاقوں کا سروے کیا جائے، اور جسٹیفائی کیا جائے کہ کس آدمی کے ساتھ کتنا ظلم ہوا ہے اگرچہ done cannot be undone جو ہوا ہے اس کو ہم دوبارہ دور تو نہیں کر سکتے، لیکن ایک دلجوئی ایک دلاسہ تو دے سکتے ہیں جب سب لوگوں مساوی طور پر compensate ہوں گے، پھر ہمارے جو فورم پر سب لوگ ہیں ان سب کی اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے، ہاؤس کی بات نہیں ہم حقیقت کہتے ہیں کہ اپنے لیول پر ان سب کی اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے، آپ کے سامنے ہم کہتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جو جلا ہوا ہے اس کے سامنے ہم اتنی تیز باتیں نہ کریں ان کو حقائق سے روشناس نہ کرائیں ان کو کہیں کہ تمہاری ہی زیادتی ہے لیکن یہاں بیٹھ کر صاف بات کرنی پڑتی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید گورنمنٹ پالیسی بناتے ہوئے ہم اتنے لوگ جو بولتے ہیں شاید ہم میں سے کسی ایک کی بات کی طرف توجہ دیتی ہو، شاید ہماری باتوں میں سے کوئی ایک بات ذہن میں رکھتی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے وہ لوگ جو ڈسپلیس ہوئے ہیں، جن کے گھر جلے ہیں، جو تباہ ہوئے ہیں، جو برباد ہوئے ہیں ان کی مناسب دلجوئی ہونی چاہیئے چاہے وہ بوجھ صوبائی خزانے پہ آتا ہو، فیڈرل پر جتنی ذمہ داری جس گورنمنٹ کی ہے اتنی ذمہ داری اس گورنمنٹ کو اس فنانشل نقصان میں برداشت کرنی چاہیئے اگر نقصان سندھ کے چیف منسٹر کی وجہ سے ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کے بجٹ پر بوجھ آنا چاہیئے، سندھ کے بھائیوں سے معذرت کے ساتھ، فیڈرل میں نے مذاق سے کہہ دیا تھا گورنمنٹ کے خزانے پر کہیں سے بوجھ آجائے ان لوگوں کو برابر compensate کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک دن کی بات نہیں ہے اور جب تک یہ بات صحیح نہیں ہوگی، یہ آگ جو ہے بجھے گی نہیں بلکہ بڑھتی رہے گی۔

اس کے علاوہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ افغان مہاجرین نے کرایا ہے، افغان مہاجرین کا اس میں

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

ہاتھ ہے، اور افغان مہاجرین کی وجہ سے ہوا ہے، یہ بالکل غلط ہے کیونکہ افغان مہاجرین کی ۸۰ فیصد تعداد صوبہ سرحد میں ہے، باقی جو ۲۰ فیصد ہے وہ بلوچستان میں ہے۔ کراچی میں ضرور لوگ گئے ہوں گے۔ ۲۰ ہزار، ۲۵ ہزار یا ۱۵ ہزار ہوں گے، یہ سوال نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ ہمارے مہاجر بھائی جو خود کو مہاجر کہتے ہیں وہ مہاجر نہیں ہیں، وہ ہمارے بھائی ہیں، وہ ہمارے ساتھ برابر کے ساتھی ہیں، وہ برابر کے پاکستانی ہیں وہ مہاجر نہیں ہیں، اصل میں مہاجر وہ ہیں جو اب افغانستان سے آئے ہیں، وہ مہاجر جو چالیس سال پہلے آئے ہیں وہ اپنے آپ کو ذرا ان مہاجرین کے ساتھ compare کریں جو اب اٹھ کر آئے ہیں شاید اس مہاجر کے اس مہاجر سے حالات مختلف نہ ہوں، اگر اس کو محسوس کیا جائے میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ اتنے جو مہاجر آئے ہیں، ہماری ایجنسیاں ان پر پورا چیک اپ نہ رکھ سکی ہوں، کے جی بی کے لوگ ہوں گے، اس میں ایسے لوگ افغانستان سے آئے ہوں گے جو تخریب کار ہوں، یہ انتظامیہ کا، صوبائی ایڈمنسٹریشن کا کام ہے کہ ہر وقت چوکنا رہے، آپ اپنا گھر سنبھالیں دوسرے کو چور نہ بنائیں، آپ اپنے گھر میں آنکھیں کھلی رکھیں، تو اس قسم کے لوگ ہر معاشرے میں آتے ہیں اور جاتے ہیں اس میں آپ پوری مہاجر قوم کو لپیٹ میں لے کر کہیں کہ یہ مہاجروں کی وجہ سے ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان پر الزام ہے، ہم جب ایک طرف سے کہتے ہیں کہ مہاجر ہمارے بھائی ہیں، ہم نے ان کو اسلامی دوستی اور انسان دوستی کے نام پر بلایا ہے، تو ہم جھوٹ کہتے ہیں، ہم اپنے کہنے میں صادق نہیں ہیں، ورنہ بھائیوں کے ساتھ اس طرح کوئی نفرت نہیں کرتا ہے۔ اس طرح بھائیوں کو کوئی نتاڑتا نہیں ہے، کوئی اس طرح بھائیوں کو گھسیٹتا نہیں ہے، میں آپ کے ذریعے سے پورے ہاؤس سے اور پریس کے ذریعے سے سارے معاشرے سے عرض کروں گا کہ اس وقت افغانستان کا مستقبل آپ کے سامنے ہے، میں زیادہ ڈیٹیل میں نہیں جاتا، ہمارے کچھ ساتھی اس وقت بھی اس موڈ میں نہیں ہیں کہ حالات سلجھائے جائیں، میں تھوڑا سا عرض کروں کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ پاکستان میں جو گولی لگتی ہے وہ کسی افغان کو لگتی ہے یا کسی پاکستانی کو لگتی ہے، نہ روسی کو لگتی ہے نہ امریکن کو لگتی ہے، ہم اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم اس لڑائی کو لمبا کر کے جیت جائیں گے، یہ بھی ہماری خام خیالی ہے اس لئے کہ ۱۵، ۲۰ سال ہم نے اس کو پرولانگ کیا، تو آدھے پٹھان ایران اور پاکستان آجائیں گے، اور باقی مارے جائیں گے اور زمین پھر بھی روسیوں کے پاس چلی جائے گی، روس پھر بھی آپ کے بارڈر پر آجائے گا، تو بہتر یہی ہے کہ حکومت افہام و تفہیم سے کام لے، اپنی سیکیورٹی اور integraty کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جو رشیا سے پازیٹو

آفرز آ رہے ہیں یا افغانستان سے آ رہے ہیں ان پر غور کرے اور افغانستان کے حالات کو اچھی طرح سمجھ کر مزید خطرہ مول نہ لیا جائے، کیونکہ ہم روسیوں کی مدد پر بھی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتے ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس کو اس وقت اچھی طرح سے نہ سوچا، کہ یہ لوگ زیادہ دیر تک یہاں نہیں رہیں گے اس لئے کہ میں تو ان لوگوں میں رہتا ہوں، گاؤں کے لوگ یہاں آتے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کیوں بھاگ کر آرہے ہو، تمہیں کیا ہوا ہے، وہ کہتے ہیں، صاحب ادھر سے مجاہد آتے ہیں اور رات ہمارے گاؤں میں رہتے ہیں، کھانا بھی مانگتے ہیں، شیلٹر بھی مانگتے ہیں، صبح کوئی مخبری کر دے تو وہاں کے جہاز آکر ہم پر بمباری کر دیتے ہیں تو ہمیں گاؤں خالی کرنا پڑتا ہے۔ تو ایک طریقہ ہے یہ خالی ہوئے پھر کچھ آجائیں گے کچھ مر جائیں گے پھر روس ہمارے بارڈر پر آجائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتری اسی میں ہے کہ ہم اچھی طرح سمجھ کے، پاکستان کی بقاء کو سامنے رکھ کے جو ہم سب کا ایمان ہونا چاہیئے اس معاملے پر کچھ توجہ دیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ جو ہمارے نارکوٹکس بورڈز ہیں کسٹم ہے پتہ نہیں کیا کیا ہے کتنی چیک پوسٹس ہیں چونگیاں ہیں، اور ہم نے کتنی برانچز میں لوگوں کو تقسیم کیا ہوا ہے تاکہ ان کو فیڈ ہوتا رہے یہ سب useless ثابت ہوئے ہیں۔ یہ حشیش، چاہے وہ افغانستان کے بارڈر سے چلتی ہو، چمن سے چلتی ہو چاہے وہ طورخم سے چلتی ہو، لیکن یہ کراچی تک پہنچتی ہے تو راستے میں اتنی ایجنسیز ہیں تو ان کی کیا utility ہے کیا افادیت ہے، یہ حشیش کراچی کس طرح پہنچی وہ جو صدر صاحب نے اعلان کئے تھے چند ایک نام کہ یہ بین الاقوامی سمگلرز ہیں کیوں نہیں ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرکے ان کو arrest کیا جاتا۔ کیوں نہ اصل culprits کے خلاف کارروائی کرکے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ جناب یہ جو ہمارے سرکاری محکمے ہیں اس ملک کو کھانے کو لگے ہوئے ہیں ہم سب بھائی ہیں۔ میں صبح اٹھ کر یہاں سینیٹ میں آجاتا ہوں دوسرا تجارت کے لئے چلا جاتا ہوں اور تیسرا سروس میں چلا جاتا ہوں۔ ہم سب ایک جیسے ہیں میں خود کو نکال کر ڈائریکٹ کسی کو الزام نہیں دیتا ہوں۔ لیکن جب تک ہم سب مل کر اجتماعی بہتری کی کوشش نہیں کریں گے ہمارے ملک کی بقا خطرے میں رہے گی۔ لہٰذا اس پر توجہ دینی چاہیئے۔

دوسری بات ثبوت کے لئے یہ ہے کہ ہمارے ہاں کچھ انتہا پسند لوگ موجود ہیں چاہے وہ پٹھانوں میں ہوں، چاہے وہ بلوچوں میں ہوں، چاہے وہ سندھیوں میں ہوں چاہے وہ مہاجروں میں ہوں۔ کراچی کے سانحہ کا جو main cause نکلا ہے.... کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ جب

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

مہاجروں نے اپنے آپ کو unsafe محسوس کیا ہے شاید ان کے ساتھ injustice ہوا ہو انہوں نے محسوس کیا ہے کہ ایسٹ پاکستان میں ہم نے پنجابی کا ساتھ دیا تو ہمیں کیا ملا۔ ہم مارے گئے، ہم دربدر ہوئے۔ ہمارے بھائی ابھی تک وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یہاں کوئی accept نہیں کرتا۔ اب انہوں نے سٹریٹیجی بدل دی اب وہ کہتے ہیں کہ چلے سندھ کا ساتھ دیتے ہیں۔ تاکہ باقی لوگ یہاں سے نکل جائیں اور کراچی خالی ہو تو پھر ہم مل کر آپس میں تقسیم کریں گے۔ یہ سوچیں یہ لوگ یہ باتیں کرتے ہیں، میں ہاؤس میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ باتیں بازار میں گھومتی پھرتی ہیں ہم بھی لوگوں سے سنتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا نظریہ ہوتا ہے۔ جناب اس کی سب سے بڑی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان میں سب سے بڑا شہر کراچی industrialised ہو چکا ہے جہاں روزگار کے مواقع ہیں۔ ورنہ ابھی میرے فاضل ارکان نے یہ کہا تھا کہ چھوٹی عمر کے بچے سوات سے، دیر سے اور دیگر علاقوں سے جا کر وہاں ۳۰ روپے کے لئے دھکے کھانے اور پھر خود کو آگ میں کباب بنانے کے لئے نہیں جاتے۔ وہ تو صرف روزگار کی تلاش میں جاتے ہیں اگر یہ گورنمنٹ اسے decentralise کر دے، چاروں صوبوں میں ان کے حالات اور raw material کے مطابق مزدوری کے مواقع فراہم کئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے بھائیوں کا یہ گلہ کم ہو گا اور اس طرح کراچی پر دباؤ بھی کم ہو جائے گا اور یہ روزگار کے اوپر پشتو میں ایک مقولہ ہے کہ ایک ہی چراگاہ میں دو بھوکے آ جائیں تو وہ ایک دوسرے کو ٹکریں ماریں گے روزگار کا مسئلہ ہے اور مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ پٹھان اور مہاجر کا، روزگار میں clash اس لئے نہیں ہے کہ ان کا style of work بالکل مختلف ہے۔ فیلڈز مختلف ہیں۔ اس میں ضرور جو لوگ پاکستان کی بقا اور وجود کے خلاف ہیں ان کا ہاتھ ہے۔ دو چار آدمی کسی علاقے میں جا کر کلاشنکوف سے فائر کرتے ہیں لیکن اس میں کچھ اور لوگ ایکسپلائٹ کرتے ہیں کہ فضل آغا اور چند اور لوگ تھے اس قسم کی باتیں ہیں۔ ان سب باتوں کو چیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کراچی پر پریشر کم کیا جائے تاکہ کراچی کی اپنی problems بھی کم ہوں اور چاروں صوبوں کو جو شکایتیں اور گلے شکوے ہیں ان کو دور کر کے انہیں انڈسٹری دی جائے تاکہ یہ معاملہ اس طرح حل ہو سکے۔

جناب والا! آخر میں، میں اس بات پر آؤں گا جس کے لئے پاکستان بنا تھا۔ پاکستان جس مقصد کے لئے بنا تھا وہ اسلام تھا۔ کہنے کو تو ہم سب اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلام میں جو باتیں ہیں اسلام کا جو کیریکٹر ہے جس کو اصلی معنوں میں آپ ایمان کہتے ہیں، وہ ہم میں موجود نہیں۔ جب تک

ہم صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بنیں گے جب تک ہمارے اعمال اور ایمان اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں ہوں گے خصوصاً اس وقت اگر ہم نے اسلام لانا ہے تو ہمیں ٹاپ سے نیچے اس کو لے جانا ہے ہم خود کو اگر اچھا مسلمان ثابت کریں گے تو پھر فیملی میں بھی، بچوں میں بھی، گاؤں میں بھی ہر ایریا میں بھی اس کا اثر ہوگا۔ ایک سیکرٹری اگر کرے گا، ایک منسٹر اگر کرے گا، ایک سنیٹر اگر کرے گا، ایک M.N.A. اگر کرے گا تو کچھ اس کا اثر ہوگا ایک تو یہ بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگ یہ بات پھیلا رہے ہیں اس قوم میں بڑی غلط فہمی پھیلا رہے ہیں اور بڑی بے چینی پھیلا رہے ہیں کہ شریعت لاتے لاتے نو سال تو آگے لوگوں نے گزار دیئے ہیں اور اس کے بعد دو پونے دو سال ہمیں ہو گئے ہیں ہم اسلام کو نہیں لا سکے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو لانے میں اتنی بڑی شکل کیا ہے۔ وہ جو فنڈا منٹل باتیں ہیں وہ آپ بھی سمجھتے ہیں میں بھی سمجھتا ہوں لیکن کم از کم اس شریعت بل کو approve کرنا اسکو کسی شکل میں لانا ضروری ہے اگر اس شکل میں لایا جائے کہ جو قانون شریعت کے خلاف ہو تو وہ نامنظور ہو اور جو شریعت کے مطابق ہے وہ منظور۔ لیکن اس ملک میں کچھ اور بھی آپ کے خلاف فورسز ہیں وہ اس ساری سچوایشن کو ایکسپلائٹ کرتی ہیں اور مختلف موقعوں پر کرتی ہیں تو میں گزارش کروں گا اس پورے ہاؤس کو چاہے وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہو، چاہے وہ اپوزیشن میں ہو یا ٹریژری بنچز پر ہوں کہ خدارا ہم سب مل کر ایک پاکستانی کی حیثیت سے، انسان کی حیثیت سے، ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے ذاتی اور نفسیاتی وجذباتی حالات کو پیچھے رکھ کر اس سارے معاملے کو سلجھانے کے لئے کوشش کریں اور اس ملک میں اسلام نافذ کرنے کی کوشش کریں اور اس مسافر خانے کو پھر سے ایک دفعہ اپنا گھر سمجھ لیں اور ایک گھر میں رہنے والوں کی طرح آپس میں رہیں اور ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں۔ میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا ممنون ومشکور ہوں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ اس سے پہلے کہ ہم آگے چلیں چند ممبران کی درخواست ہے کہ ان کی کچھ مصروفیات ہیں تو اجازت چاہتے ہیں کہ اگر ہاؤس کی منشا ہو تو میں پھر ہاؤس کو کل صبح تک کے لئے ملتوی کروں...... دوسرا یہ کہ کل صبح کی جو مجلس ہوگی اس میں صبح دس بجے میٹنگ ہوگی ابھی تک جو بحث کا رخ چل رہا ہے اس میں سوالات ایڈجرنمنٹ وپریویلج موشنز کا وقفہ ختم کر دیا گیا تھا وہ کل کے لئے بھی آپ کو منظور ہے......

میرا خیال ہے کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اگر اس میں کچھ repititions بھی ہیں تو ان کو برداشت کرنا چاہیئے۔

ایک معزز رکن: کتنے مقرر باقی ہیں!

جناب پریذائیڈنگ افسر: مقرر، جناب اس وقت تک پندرہ کے قریب باقی ہیں ...کل کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ بحث کو اسی طرح جاری رکھنا چاہیئے جس طرح آج جاری رہی ہے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: بالکل صحیح ہے جناب۔

جناب پریذائیڈنگ افسر: بہت اچھا۔ تو کل صبح ۱۰ بجے تک کے لئے بحث ملتوی کی جاتی ہے۔

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Monday, January 12, 1987].